سب کے لیے تعلیمی مہم پروگرام
سب پڑھیں، سب بڑھیں

مفت تقسیم

درجہ- 8

# ماضی سے حال

حصّہ- 3

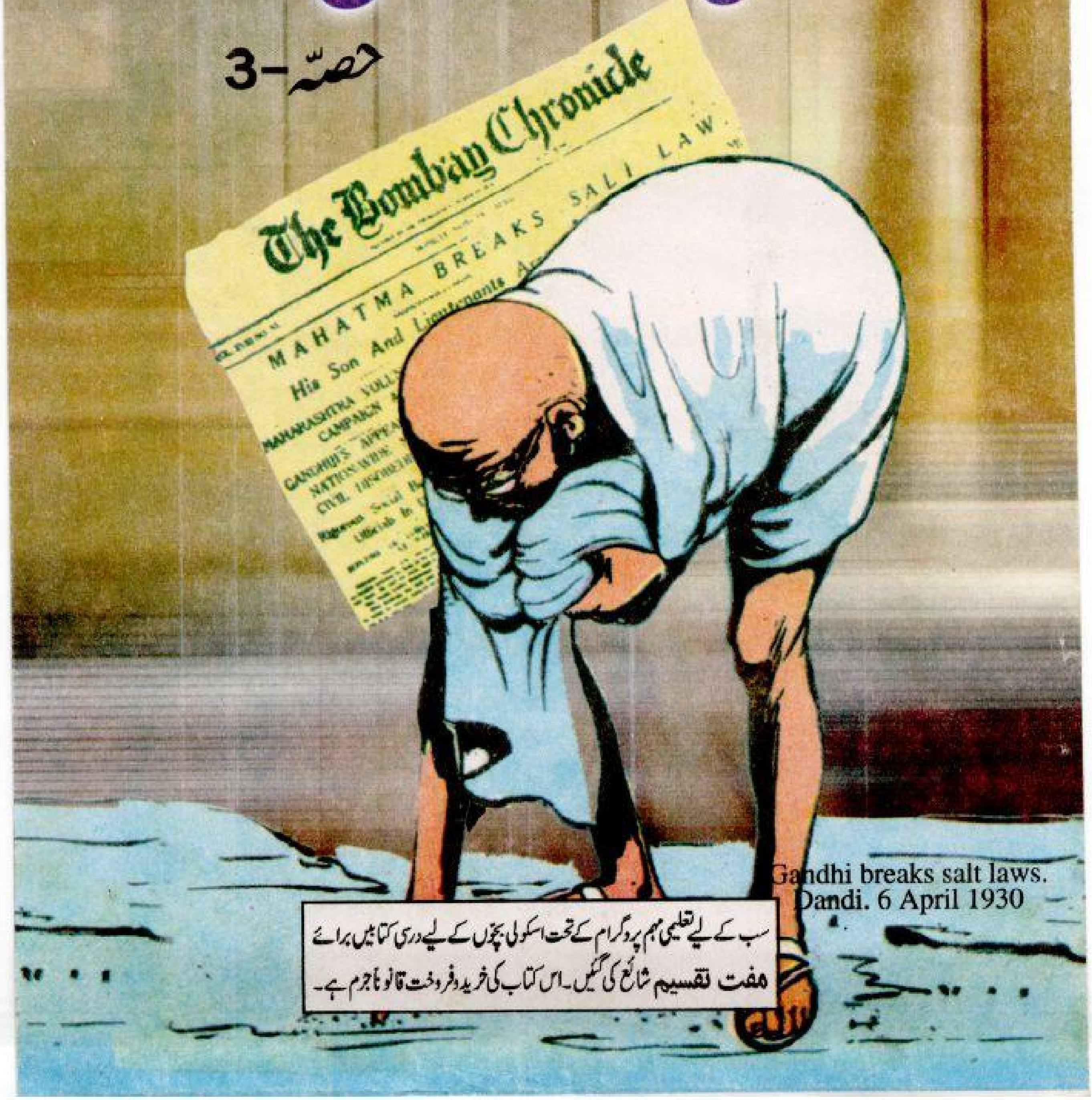


Gandhi breaks salt laws.
Dandi. 6 April 1930

سب کے لیے تعلیمی مہم پروگرام کے تحت اسکولی بچّوں کے لیے درسی کتابیں برائے
مفت تقسیم شائع کی گئیں۔ اس کتاب کی خرید و فروخت قانوناً جرم ہے۔

## بہار معیاری تعلیمی مہم (بہار ایجوکیشن پروجیکٹ کونسل) کی
## جانب سے چلائی جا رہی بیداری مہم
## ''سمجھیں ۔ سیکھیں''
## معیاری تعلیمی مہم کے بیس رہنما اصول

1. اسکولوں کا وقت سے کھلنا اور بند ہونا۔
2. وقت پر تعلیمی سیشن کا انعقاد۔
3. ہر ایک بچہ اور استاد کی اسکول کے وقت میں، اسکول میں موجودگی۔
4. ہر ایک بچہ اور ہر ایک استاد سیکھنے ۔ سکھانے کے عمل میں غرق ہو۔
5. اساتذہ کو بچوں کے تعلیمی معیار کی واقفیت اور اس کے تئیں مستعدی۔
6. مسلسل اور گہرائی کے ساتھ صلاحیتوں کی جانچ۔
7. درجہ ۔1 کے لئے خاص طور پر کل وقتی اساتذہ۔
8. اسکول کے سبھی درجات میں بلیک بورڈ کا مکمل طور سے استعمال۔
9. سبھی درجات میں روزانہ کے تعلیمی ٹائم ٹیبل کی دستیابی اور اس کا استعمال۔
10. آخری گھنٹی میں کھیل کود، آرٹ اور ثقافتی سرگرمیاں۔
11. اسکول میں دستیاب کرائی گئیں کہانی کی کتابیں اور کھیل کود کے سامانوں کا استعمال۔
12. Menu کے مطابق دوپہر کے کھانے (Mid-day meal) کی پابندی کے ساتھ روزانہ تقسیم۔
13. فعال بچوں کا پارلیامنٹ اور مینا منچ۔
14. صاف ستھرے بچے اور صاف ستھرا اسکول۔
15. دستیاب پینے کے پانی کا انتظام اور بیت الخلاء کا استعمال۔
16. اسکول کے احاطے میں باغبانی۔
17. اسکولوں میں دستیاب کرائے گئے گرانٹ کا استعمال۔
18. سبھی بچوں کے پاس اپنے اپنے درجہ کی درسی کتابوں کی دستیابی۔
19. اسکول کی انتظامیہ کمیٹی کی پابندی سے ہونے والی میٹنگ میں تعلیم کے معیار (Quality) پر چرچا۔
20. اسکول میں ہر ایک درجہ کے اساتذہ اور گارجین کے ساتھ تبادلۂ خیال۔

# ماضی سے حال

## (تاریخ) حصہ-3

## برائے درجہ-8

• تیار کردہ •

صوبائی کونسل برائے تعلیمی تحقیق و تربیت (SCERT)، پٹنہ

• شائع کردہ •

بہار اسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ، پٹنہ

ڈائرکٹر (پرائمری ایجوکیشن) محکمہ تعلیم، حکومت بہار سے منظور

صوبائی کونسل برائے تعلیمی تحقیق وتربیت (SCERT) پٹنہ کے تعاون سے پوری ریاست بہار کے لیے

سبھی کے لئے تعلیمی مہم پروگرام (S.S.A.) کے تحت
اسکولی بچوں کے لئے درسی کتابیں برائے
**مفت تقسیم**
شائع کی گئیں۔ اس کتاب کی خرید وفروخت قانوناً جرم ہے۔

© بہار اسٹیٹ ٹیکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ

**S.S.A. 2015-16 : 49,831**

شائع کردہ

**بہار اسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ**

پاٹھیہ پستک بھون، بدھ مارگ، پٹنہ۔ 800001

**مطبوعہ:** گلوبل پرنٹ ایسوسی ایٹ، جامن گلی، سبزی باغ، پٹنہ۔ ۴ (ٹکسٹ کے لئے H.P.C. کا 70 GSM Cream Wove واٹر مارک اور سرورق کے لئے H.P.C. کا 130 G.S.M. وہائٹ واٹر مارک کاغذ استعمال میں لایا گیا) Size (24x18 cm)

# پیش لفظ

محکمہ تعلیم، حکومت بہار کے فیصلے کے مطابق، اپریل 2009ء سے پہلے مرحلہ میں ریاست کے درجہ IX کے طلباء وطالبات کے لئے نئے نصاب کو نافذ کیا گیا۔ اسی کے تحت تعلیمی سال 11-2010 کے لئے درجہ I، III، VI اور X کی تمام لسانی اور غیر لسانی درسی کتابوں کا نصاب نافذ کیا گیا۔

اس نئے نصاب کے تحت قومی کونسل برائے تعلیمی تحقیق وتربیت (NCERT)، نئی دہلی کے ذریعہ تیار کردہ درجہ X کے حساب (ریاضی) اور سائنس نیز صوبائی کونسل برائے تعلیمی تحقیق وتربیت (SCERT)، بہار، پٹنہ کے ذریعہ تیار کردہ درجہ I، III، VI اور X کی تمام درسی کتابیں بہار اسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ کی جانب سے سروق کی ڈیزائنگ کر کے شائع کی گئیں۔ اس سلسلے کی کڑی کو آگے بڑھاتے ہوئے تعلیمی سال 2012-2011 کے لئے درجہ II، IV اور VII کی نئی درسی کتابیں صوبے کے طلباء وطالبات کے لئے فراہم کی گئیں اور تعلیمی سال 2012-13 کے لئے درجہ V اور VIII کی نئی کتابیں دستیاب کرائی گئیں۔ ساتھ ہی ساتھ درجہ II، IV اور VII کی کتابوں کا نیا ترمیم واضافہ شدہ ایڈیشن بھی اسی سال ایس سی ای آر ٹی، بہار پٹنہ کے تعاون سے شائع کیا گیا۔

ریاست بہار میں معیاری اسکولی تعلیم کے لئے معزز وزیر اعلیٰ، بہار جناب جیتن رام مانجھی، وزیر تعلیم جناب برشن پٹیل اور محکمہ تعلیم کے پرنسپل سکریٹری جناب آر۔ کے۔ مہاجن کی رہنمائی کے تئیں ہم تہہ دل سے شکر گزار ہیں۔

این سی ای آر ٹی، نئی دہلی اور ایس سی ای آر ٹی، بہار، پٹنہ کے ڈائرکٹر صاحبان کے بھی ممنون ہیں، جن کا بیش قیمت تعاون ہمیں ملا۔

بہار اسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن لمیٹیڈ طلباء، سرپرستوں، معلموں نیز ماہرین تعلیم کے تبصروں اور مشوروں کا ہمیشہ خیر مقدم کرے گا، تاکہ ریاست کا ملک کے تعلیمی شعبہ میں بلند مقام حاصل ہو سکے۔

**دلیپ کمار** I.T.S.
منیجنگ ڈائرکٹر
بہار اسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن لمیٹیڈ

# حرف آغاز

پیش کردہ کتاب 'ماضی سے حال حصہ- III' درجہ-VIII قومی تعلیمی پالیسی 1986 کے تحت اور N.C.F. 2005 پر مبنی ہے, جو صوبائی تعلیمی تحقیق اور تربیتی کونسل بہار پٹنہ کی تجاویز کے مطابق BCF 2008 کی روشنی میں ترتیب دی گئی ہے۔

اس کتاب کو تیار کرنے کے لئے صوبائی، تعلیمی تحقیق وتربیتی کونسل بہار کے ذریعہ وقتاً فوقتاً ورکشاپ منعقد کیا گیا جس میں بہار کے اساتذہ کی جماعت اور دیگر مضامین کے ماہرین کا تعاون شامل حال رہا۔

چونکہ یہ درسی کتاب جدید دور کی ہندوستانی تاریخ سے متعلق ہے اس لئے اس کا مقصد ہندوستان میں، کمپنی حکومت کا قیام، استحکام، سامراجواد اور قبائلی سماج کی بناوٹ، اس عہد میں ہندوستانی دستکاری وصنعت، شہریت اور نئے شہروں کی نمود برٹش حکومت اور تعلیم اور خواتین کی حالت اور اس میں اصلاح سے طلبہ کو واقف کرانا ہے۔ اس کتاب میں 1857ء کی فوجی بغاوت کو بنیاد بنا کر ہندوستان کی قومی تحریک سے بھی طلبہ کو واقف کرایا گیا ہے۔ ساتھ ہی طلبہ بہار کے ان گمنام شہیدوں کے بارے میں بھی جانکاری حاصل کریں گے جن کا ذکر تاریخ کے صفحات میں دب کر رہ گیا ہے۔ انیسویں صدی میں ہندوستان کی قومی تحریک اور صنعتی، تعلیمی اور ثقافتی ترقی میں بہار کی خدمات کو سمجھنے میں بھی یہ کتاب طلبہ کی مدد کرے گی۔ اس کتاب کے ذریعہ طلبہ یہ جانکاری بھی حاصل کریں گے کہ آزادی کے بعد ہندوستان میں علاقائی ترقی اور قومی اتحاد کے فروغ کے لئے حکومت کے کیا منصوبے ہیں تاکہ ملک میں امن اور یکجہتی قائم ہو سکے۔

اس درسی کتاب کا آخری باب 'جدید ہندوستان' کے معروف مورخ ڈاکٹر کالی کنکر دت کی سوانح، شخصیت اور تحریر پر مبنی ہے۔ جس کا مقصد طلبہ میں تاریخ نویسی اور ان کے مطالعہ کے تئیں دلچسپی پیدا کرنا ہے۔

اس کتاب کے ذریعہ طلبہ میں قومیت کے جذبات کو فروغ دینا اور انہیں قومی اتحاد، سیکولرازم اور سماجواد جیسے آئینی تصورات کی راہ پر گامزن کرنا بھی ہے۔

پیش کردہ درسی کتاب کے ذریعہ اساتذہ اور طلبہ کے بیچ باہمی تعاون کے رخ کو اپناتے ہوئے تدریسی مرحلہ کو خوش گوار، بچوں پر مرکوز، سہل اور موثر بنانے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ طلبہ میں دلچسپی اور کارکردگی کا جذبہ پیدا ہوسکے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے ہر سبق کے بیچ میں جا بجا سرگرمیوں اور کارکردگیوں سے متعلق سوالات کئے گئے ہیں۔

اس درسی کتاب کی تدوین میں بہار تعلیمی منصوبہ کونسل پٹنہ اور یونیسیف بہار پٹنہ کا تعاون قابل ذکر ہے۔ اس کتاب کے مخطوطہ کو تیار کرنے میں (NCERT) قومی تعلیمی تحقیق وتربیتی کونسل نئی دہلی، تریمورتی بھون نئی دہلی، صوبائی رکارڈ بہار، پٹنہ، خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ اور ایل ایس کالج لائبریری مظفرپور کا تعاون بھی اہم رہا ہے۔ مخطوطہ تیار کرنے میں صوبائی تعلیمی تحقیق اور تربیتی کونسل کے شعبہ ارکان اور دیگر ملک گیر اداروں کے ذریعہ تیار کردہ کتابوں کے علاوہ کئی پبلشروں کی کتابیں حوالہ جاتی کتابوں کی شکل میں مفید ثابت ہوئیں۔ کتاب لکھنے کے سلسلہ میں بھاگلپور کے کلکٹر جناب نرمدیشور لال، جناب سنتوش کمار، ایس ڈی او پالی گنج، ڈاکٹر سمیر سنہا، لکچرر سندروتی مہیلا کالج بھاگلپور اور معروف ادیب شیوکمار کے ذریعہ حاصل تعاون بھی کافی مفید اور اہم ثابت ہوئیں۔

توقع ہے کہ تاریخ کی یہ کتاب درجہ VIII کے طلبہ کے لئے مفید ثابت ہوگی۔ اس کتاب کے لئے کونسل صالح تنقید اور مفید مشوروں کا استقبال کرے گی۔ اگر کسی خامی کی نشان دہی کی گئی تو دوسری اشاعت میں دور کی جائے گی۔

**حسن وارث**

ڈائرکٹر

صوبائی کونسل برائے تعلیمی تحقیق وتربیت بہار، پٹنہ

# رہنما کمیٹی برائے فروغ درسی کتب

☆ جناب راہل سنگھ
اسٹیٹ پروجیکٹ ڈائریکٹر بہار ایجوکیشن پروجیکٹ کونسل، پٹنہ

☆ جناب امت کمار
اسسٹنٹ ڈائرکٹر، پرائمری ایجوکیشن، محکمہ تعلیم، حکومت بہار

☆ جناب رام شرنا گت سنگھ، جوائنٹ ڈائرکٹر، محکمہ تعلیم، حکومت بہار، پٹنہ

☆ ڈاکٹر گیان دیومنی ترپاٹھی
پرنسپل میتری کالج آف ایجوکیشن اینڈ مینجمنٹ، حاجی پور

☆ جناب حسن وارث
ڈائرکٹر ایس سی ای آر ٹی، پٹنہ

☆ جناب مدھوسودن پاسوان
پروگرام آفیسر، بہار ایجوکیشن پروجیکٹ کونسل، پٹنہ

☆ ڈاکٹر سید عبدالمعین
صدر، لیکچرس ایجوکیشن، ایس سی ای آر ٹی، پٹنہ

☆ ڈاکٹر شویتا شانڈلیہ
ایجوکیشن اکسپرٹ، یونیسیف، پٹنہ

## ماہرین موضوعات :

ڈاکٹر پروفیسر امتیاز احمد، ڈائرکٹر خدابخش لائبریری، پٹنہ

ڈاکٹر گوتم پانڈے، صوبائی چیف

عظیم پریم جی، فاؤنڈیشن، راجستھان

## مجلس مصنفین :

ڈاکٹر سنیتا شرما، لکچرر، بی ڈی ایوننگ کالج، پٹنہ

ڈاکٹر مادھوری دویدی، معلمہ، پٹنہ کالجیٹ اسکول، پٹنہ

ڈاکٹر پورن ناتھ کمار، معلم بالیکا مڈل اسکول، مچھواٹولی، پٹنہ
ڈاکٹر زیندر ناتھ، معلم مڈل اسکول، راج ہری، پریا، گیا
جناب انجنی کمار، معلم پرائمری اسکول، شیر پور، بوئی ٹولی، گیا
جناب گیان رنجن، معلم ہائر سکنڈری اسکو، شکور آباد، جہان آباد

## اشتراک (ہندی) :

ڈاکٹر ویر کماری کجور، لکچرر، ایس سی ای آر ٹی، پٹنہ

## نظر ثانی (ہندی) :

ڈاکٹر نہار نندن پرساد سنگھ، سابق وائس چانسلر بھیم راؤ امبیڈکر یونیورسٹی، مظفر پور
ڈاکٹر رتنیشور مشرا، سابق صدر شعبہ تاریخ، ایل این متھلا یونیورسٹی، دربھنگہ

## اردو مترجمین :

ڈاکٹر نثار احمد فیضی، استاد، ڈاکٹر ذاکر حسین ہائی اسکول، +۲، سلطان گنج، پٹنہ
ڈاکٹر شکیل اختر، شعبہ عربی ادب، اورینٹل کالج، پٹنہ سیٹی، پٹنہ

## نظر ثانی (اردو) :

ڈاکٹر اقبال اختر، سابق پروفیسر پوسٹ گریجویٹ شعبہ اردو، اے این کالج، پٹنہ
جناب سید اسمٰعیل حسنین نقوی، سابق ریڈر کم لینگویج اکسپرٹ، شعبہ تعلیمات، بی ٹی سی، پٹنہ

# فہرست


| نمبر شمار | ابواب کے عنوانات | صفحات |
|---|---|---|
| .1 | کب کہاں اور کیسے | 1-22 |
| .2 | ہندوستان میں انگریزی حکومت کا قیام | 23-41 |
| .3 | دیہاتی زندگی اور سماج | 42-55 |
| .4 | سامراج واد اور قبائلی سماج | 56-72 |
| .5 | دستکاری اور صنعت | 73-84 |
| .6 | انگریزی حکومت کے خلاف جدوجہد (غدر 1857) | 85-98 |
| .7 | برٹش حکومت اور تعلیم | 99-114 |
| .8 | ذات پات کے نظام کا چیلنج | 115-127 |
| .9 | خواتین کی حالت اور اصلاح | 128-142 |
| .10 | انگریزی حکومت اور شہری تبدیلیاں | 143-165 |
| .11 | فن کے میدان میں تبدیلیاں | 166-184 |
| .12 | قومی تحریک (1885-1947) | 185-215 |
| .13 | آزادی کے بعد منقسم ہندوستان کی پیدائش | 216-236 |
| .14 | ہمارے مورخ کالی کنکر دت (1905-1983) | 237-240 |

باب۔1

# کب، کہاں اور کیسے

گذشتہ درجوں میں ہم نے یہ جان لیا ہے کہ مطالعہ کی سہولت کے لئے تاریخ کو قدیم، وسطیٰ اور جدید تین ادوار میں تقسیم کیا گیا ہے۔ چھٹے درجہ میں آپ نے قدیم اور ساتویں درجہ میں عہد وسطیٰ میں ہوئی خاص تبدیلیوں اور خصوصیات کے بارے میں جانا۔ اب آٹھویں درجہ میں ہم خاص طور سے جدید دور میں ہوئی تبدیلیاں اور ان کی معلومات ہمیں جن ذرائع سے ملتی ہیں اس کے بارے میں واقفیت حاصل کریں گے۔ ہر اک عہد میں ہونے والی تبدیلیاں ہی اس عہد کی خصوصیت ہوتی ہیں۔ آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ ہماری دنیا شروع سے لے کر آج تک کبھی بھی یکساں حالت میں نہیں رہی۔ یہ ہم لوگوں کی اجتماعی سرگرمیوں کی وجہ سے ہمیشہ بدلتی رہتی ہے۔ ان تبدیلیوں کی وجہ سے ہمارے سماج، اقتصادی نظام، سیاست، فن، ثقافت وغیرہ اکثر تمام حلقوں میں تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔

**آپ درجہ 6 اور 7 میں پڑھی گئی باتوں کی بنیاد پر ایک مذاکرہ کریں۔**

- **قدیم عہد میں انسان کی زندگی میں ہونے والی پانچ اہم تبدیلیاں کیا ہوسکتی ہیں؟**
- **عہد وسطیٰ میں معاشرتی اور سیاسی حلقوں میں ہوئی پانچ اہم تبدیلیاں کیا ہوسکتی ہیں؟**

جدید عہد میں بہت ساری تبدیلیاں ہوئیں۔ یہ تبدیلیاں ہمارے ملک کے ساتھ ساتھ دنیا کے دیگر حصوں میں بھی ہوئیں۔ یہ تبدیلیاں کب اور کیسے شروع ہوئیں اور انہوں نے دنیا کو کس طرح متاثر کیا۔ آیئے اسے سمجھنے کی کوشش کریں۔

## نشاۃ ثانیہ:

عہد جدید کو جنم دینے والی کئی تبدیلیوں کا آغاز سب سے پہلے یورپ میں ہوا۔ پندرہویں صدی عیسوی میں اٹلی میں ایک نئی تحریک شروع ہوئی۔ جسے 'دوبارہ بیداری' کہا جاتا ہے۔ اس تحریک نے لوگوں کو آزادی سے سوچنے اور قدیم اصولوں پر

سوال اٹھانے کے لئے متحرک کیا۔ نتیجہ کے طور پر سائنسی اصولوں کی توسیع ہوئی۔ سائنسی اصول کے معنی ہیں سوال پیش کر کے عملی سطح پر حقیقت کو جاننا۔ سوالیہ نشان لگانے کی اس آزادی نے لوگوں کو اپنے حکمرانوں کے خلاف آواز بلند کرنے کے لئے بھی متحرک کیا۔ مذہبی حلقوں میں لوگ توہم پرستی پر مبنی قابل اعتراض کوششوں کے خلاف آواز اٹھانے لگے۔ تجارت، تعلقات اور دیگر رابطوں کے ذریعہ دنیا کے دیگر حصوں میں بھی اس نکتۂ نظر کو مقبولیت حاصل ہوئی۔

تصویر۔1 : پرتگالیوں کے ذریعہ سمندری راستے کی تلاش

تصویر۔2: واسکوڈی گاما

## تحقیقی سفر :

تسلیم شدہ روایات کی سچائی جانچنے کے ساتھ ساتھ اس وقت نئی چیزوں کی تلاش کی بھی کافی کوشش کی گئی۔ اسی وقت اپنے علاقے سے باہر کی دنیا کے بارے میں جاننے کا بھی رواج ہوا۔ اس کے تحت یورپ کے جہاز راں اور ملاحوں نے دنیا کے دیگر ممالک تک پہنچنے کی کوشش کی۔ ایشیا اور امریکہ کے ممالک تک پہنچنے کے لئے سمندری راستوں کی تلاش بھی انہیں کوششوں کا نتیجہ ہے۔ ان کوششوں سے یورپ کے کچھ لوگ کچھ ایسے ممالک تک پہنچ گئے جن کے بارے میں انہیں اور دنیا کے بہت سارے لوگوں کو کوئی جانکاری نہیں تھی۔ آپ نے اسپین کے مشہور جہاز راں کولمبس کے بارے میں سنا ہوگا جس نے اس وقت 1492ء میں امریکہ براعظم کی تلاش کی۔ پرتگال کے جہاز راں واسکوڈی گاما کے بارے میں بھی آپ نے سنا ہوگا کہ اس نے 1498ء میں یورپ سے ہندوستان تک کا سمندری راستہ تلاش کیا تھا۔ (اس کے بارے میں خاص طور سے آپ اکائی۔۲ میں پڑھیں گے )۔ نئے راستوں اور زمینی حصوں کی تلاش کا ایک نتیجہ یہ ہوا کہ یورپ کے ممالک کا ان نئے ممالک کے ساتھ

تجارتی تعلقات قائم ہوئے۔

## سرمایہ کاری اور صنعتی انقلاب :

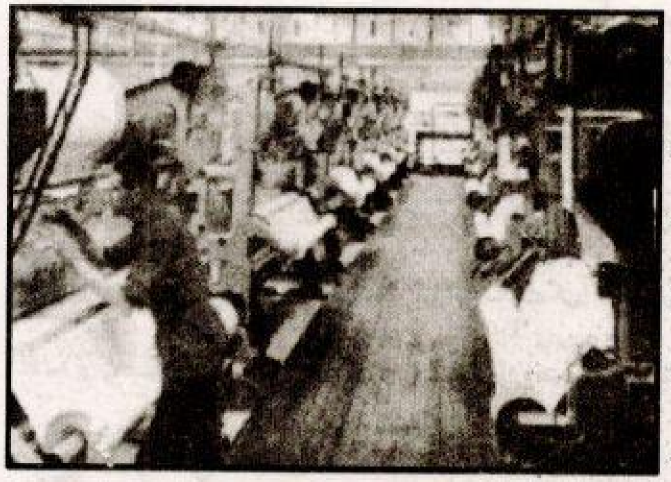

تصویر-3 : کارخانہ

ان تجارتی تعلقات سے یورپ کے تاجروں نے نفع کمایا۔ رفتہ رفتہ ان کے پاس سرمایہ جمع ہونے لگا۔ اس سرمایہ کو انہوں نے دوبارہ تجارت میں لگایا۔ اس طرح پندرہویں صدی عیسوی کے آخر تک یورپ میں ایک نئے سماجی نظام کی پیدائش ہوئی جسے سرمایہ دارانہ نظام کہتے ہیں۔ اس نئے سماجی نظام کی اہم خصوصیت تھی سرمایہ داروں اور مزدوروں کے دو نئے طبقوں کا وجود۔ سرمایہ دار تجارت کے لئے تیار سامانوں کے مالک تھے۔ اور ان کا خاص مقصد تھا نفع کمانا۔ مزدور لوگ سامانوں کو تیار کرتے تھے اور سرمایہ داروں سے مشاہرہ حاصل کرتے تھے۔ سرمایہ داری کی ترقی کے ساتھ ساتھ اپج کے طریقوں میں بھی تبدیلی ہونے لگی۔ آپ کو یاد ہوگا کہ عہد وسطیٰ میں کپڑے جولاہے اپنے ہاتھوں سے بنتے تھے۔ عہد جدید میں کپڑے جولاہوں کے علاوہ مشینوں سے بھی تیار کیے جانے لگے۔ مشینوں کے استعمال کا یہ عمل انگلینڈ میں اٹھارہویں صدی عیسوی کے نصف آخر میں شروع ہوا اور پھر دھیرے دھیرے دیگر ممالک میں بھی پھیلتا چلا گیا جسے صنعتی انقلاب کا نام دیا گیا۔

## نوآبادیاتی نظام اور سامراجی نظام :

صنعتوں کے قیام کی وجہ سے ان ممالک میں سامانوں کی پیداوار کافی تیزی سے ہونے لگی۔ اب ان تیار سامانوں کو بیچنے کے لئے بازار کی ضرورت تھی۔ ساتھ ہی ان سامانوں کو تیار کرنے کے لئے کچے مال کی بھی ضرورت تھی۔ ان دونوں ہی

انہیں بھی جانیں!
سامراجی نظام : فوجی یا دیگر طریقے سے غیر ملکی زمین کے صوبوں کو اپنے ماتحت بنا کر اپنا سیاسی غلبہ قائم کرنا

ضرورتوں نے یورپ کے ممالک کو اپنے ملکوں سے باہر کی دنیا میں پاؤں پھیلانے پر مجبور کر دیا۔ ان ممالک کو محسوس ہوا کہ اگر وہ دوسرے ممالک کے اقتصادی نظام پر قابو پالیں گے تو انہیں اپنی صنعتوں کے لئے نہ صرف یہ کہ کچا مال سستی قیمت میں ملنے لگے گا بلکہ ان کے تیار مال کے لئے بازار بھی دستیاب ہو جائے گا۔ اس سے سامراجی نظام کا آغاز ہوا۔ اٹھارہویں صدی کے نصف آخر میں شروع ہوا یہ عمل ایشیا افریقہ اور جنوبی امریکہ کے زیادہ تر ممالک اقتصادی اور سیاسی طور پر یورپ کے صنعتی ممالک قبضے میں آ گئے۔ اس طرح محکوم ممالک 'کالونی' یا 'نوآبادیات' کہے گئے۔ وسیع پیمانے پر نوآبادیات کے قیام سے وہ عہد عہد نوآبادیات کے نام سے موسوم کیا گیا۔

## امریکی اور فرانسیسی انقلاب :

تصویر۔4 : شمالی امریکہ میں برٹش نوآبادیات کے لوگ 'آزادی کا اعلان' کا جشن مناتے ہوئے

دنیا میں ہو رہی ان تبدیلیوں کے درمیان اٹھارہویں صدی کے آخری عشروں میں دو اور اہم تبدیلیاں ہوئیں۔ پہلے کا تعلق امریکہ کی تحریک آزادی سے اور دوسرے کا تعلق فرانس کے انقلاب سے ہے۔ امریکہ کی تلاش کے بعد وہاں یورپ کے ممالک نے اپنا قبضہ جما لیا تھا۔ رفتہ رفتہ وہاں کے لوگوں نے ہی یورپی ممالک کی حکومت کے خلاف جدوجہد شروع کی۔ اسی طرح فرانس کے لوگوں نے بھی شاہی خاندان اور طبقۂ امراء کے خلاف جدوجہد شروع کی۔ ان دونوں ممالک میں ظلم، استحصال اور ناانصافی کے خلاف متحد ہو کر کی گئی جدوجہد کامیاب رہی۔ اس کے بعد ان ممالک کے لوگوں نے اپنے اپنے ممالک میں جمہوری نظام کی حکومت قائم کی۔ آزادی اور مساوات ان

کے رہنما اصول بن گئے۔ فرانس اور امریکہ کی ان تحریکوں کا کئی ممالک کے لوگوں پر بڑا اثر پڑا۔ اس کا ایک اثر یہ بھی تھا کہ رفتہ رفتہ ایک مخصوص حلقہ میں رہنے والے لوگوں نے جو طویل مدت سے ایک دوسرے کے ساتھ تھے، اور جو ایک جیسی زبان بولتے تھے۔ ان کی ایک قوم کی شکل میں پہچانے جانے کی روایت شروع ہوئی۔

**ظلم اور استحصال کے شکار ہمارے ملک میں کس طرح کی حکومت ہے؟ اس کے رہنما اصولوں پر مذاکرہ کریں۔**

## جدید دور اور ہمارا ملک :

> انہیں بھی جانیں!
> اکثر اٹھارہویں صدی کے نصف آخر کو (1750 کے بعد) جدید دور کا آغاز مانا جاتا ہے۔ جدید لفظ کا استعمال جب وقت کے تناظر میں کیا جاتا ہے تو اس کے معنی ماضی کا قریب ترین وہ حصہ جو گذشتہ تقریباً تین سو سالوں پر محیط ہے۔

اس طرح یورپ میں ہوئی ان تبدیلیوں سے متاثر ہو کر دیگر ممالک کے لوگوں نے نئے طریقے سے غور وفکر کرنا شروع کر دیا۔ نئے نو آبادیات کی تلاش میں جب یورپی ہمارے ملک میں آئے تو ہمارے ملک پر بھی ان تبدیلیوں کا اثر پڑا۔ آپ کو یاد ہوگا کہ اٹھارہویں صدی کے آغاز میں ہمارا ملک کس طرح ٹکڑوں میں تقسیم ہوا تھا۔

اسی زمانے میں یورپ کے تاجر ہندوستان کے مختلف حصوں میں تجارت میں مصروف تھے۔ ان میں سے جو تجار انگلینڈ سے آئے وہ تجارت کرتے کرتے رفتہ رفتہ ہمارے ملک کے حکمراں بن بیٹھے۔ انہوں نے ہمارے ملک کے علاقائی نوابوں اور راجاؤں کو شکست دے کر اپنی حکومت قائم کی۔ (ان کے بارے میں تفصیل سے آپ اکائی۔۲ میں پڑھیں گے) آئندہ کے دو سو سالوں تک ہمارے ملک پر ان کی حکومت رہی۔ ہمارے ملک میں انگریزی حکومت آنے سے انگریزی تعلیم اور نئے خیالات کا داخلہ ہوا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوستانی لوگوں میں بیداری آئی۔ آگے کی اکائیوں میں آپ دیکھیں گے کہ کس طرح

انگریزوں نے ہمارے ملک کے اقتصادی ذرائع کو اپنے نفع کے لئے استعمال کیا۔ اپنی ضرورت کی چیزوں کو سستی قیمتوں میں خریدا۔ برآمد کے لئے یا اپنے فائدے کے لئے نئی فصلوں کی کھیتی کرائی۔ آگے آپ یہ بھی جانیں گے کہ طویل مدت تک انگریزی حکومت کے نتیجے میں۔ ہمارے ملک کی قدروں، روایات، پسند اور ناپسند، رسم و رواج اور طور طریقوں میں اہم ترین تبدیلیاں آئیں۔ جب ایک ملک پر کسی دوسرے ملک کے غلبہ سے اس طرح کی سیاسی، معاشی، سماجی اور ثقافتی تبدیلیاں آتی ہیں تو اس عمل کو کالونی آبادکاری کہتے ہیں۔ اور اس صورت حال کو نوآبادیاتی نظام کہا جاتا ہے۔

دور کے اس فرق سے الگ ہٹ کر کچھ مؤرخین معاشی اور سماجی عوامل کی بنیاد پر بھی ماضی کے مختلف ادوار کی خصوصیات متعین کرتے ہیں۔ اس طرح کئی انگریز مورخوں نے ہندوستانی تاریخ کے مختلف عہد کے حصوں کو اپنے نظریے سے بانٹنے کی کوشش کی ہے۔ 1817ء اسکاٹ لینڈ کے ماہر معاشیات، مورخ اور سیاست داں، فلسفی جیمس مل نے تین حصوں میں (ہسٹری آف برٹش انڈیا) 'برطانوی ہند کی تاریخ' نام سے ایک کتاب لکھی۔ اس کتاب میں انہوں نے ہندوستان کی تاریخ کو ہندو مسلم اور برٹش تین دور کے حصوں میں تقسیم کیا۔ یہ تقسیم اس خیال پر مبنی تھی کہ حکمرانوں کا مذہب ہی صرف اہم ترین تاریخی تبدیلی کا باعث ہوتا ہے۔ اس تعین کو اس وقت لوگوں نے تسلیم بھی کر لیا۔

**کیا آپ ہندوستانی تاریخ کو سمجھنے کے اس طریقے سے متفق ہیں؟ درجہ میں مذاکرہ کریں۔**

جیمس مل کو محسوس ہوتا تھا کہ ایشیائی ممالک ترقی اور تہذیب کے معاملے میں یورپ سے کافی پیچھے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ ہندوستان میں انگریزوں کے آنے سے پہلے یہاں ہندو اور مسلمان تاناشاہوں آمریت پسندوں (تاناشاہی) کی حکومت تھی۔ ہندوستان کے لوگ اتنے پسماندہ اور غیر مہذب تھے کہ انگریزی حکومت میں ہی ان کی فلاح ہو سکتی تھی۔ انگریز ہندوستانیوں سے برتر اور بہتر تھے۔ ایک طرف تو وہ ہندوستانی تاریخ کو ہندو اور مسلم عہد میں تقسیم کرتے ہیں۔ جبکہ اپنے لئے برٹش لفظ کا استعمال کرتے ہیں۔ عیسائی لفظ کا استعمال نہیں کرتے۔ لفظ برٹش سے غالباً وہ اپنے اتحاد اور قومیت کا احساس دلانا چاہتے تھے۔

ذرا سوچئے کیا تاریخ کے کسی عہد کے حصے کی مدت کو ہندو، مسلم اور عیسائی دور کہا جاسکتا ہے؟ کیا کسی بھی مدت میں کئی طرح کے مذاہب ایک ساتھ نہیں چلتے؟ کیا کسی مدت میں دیگر مذاہب کے لوگوں کی زندگی اور طور طریقوں کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی؟ ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ کسی بھی مدت کی تاریخ کسی ایک طرح کے لوگوں سے تنہا نہیں بنتی بلکہ سماج کے سارے لوگوں کو ایک ساتھ مل کر چلنے سے بنتی ہے۔

**تاریخ کو ہم الگ الگ عہد کے حصوں میں بانٹنے کی کوشش کیوں کرتے ہیں؟ مذاکرہ کریں۔**

## تاریخ کو جانئے :

آپ نے گذشتہ درجوں میں پڑھا ہے کہ مؤرخ تاریخ کو جاننے کے لئے جن ذرائع کا استعمال کرتے ہیں اسے تاریخی ذرائع کہتے ہیں۔ درجہ چھ اور درجہ سات میں بھی آپ نے تاریخی ذرائع کے بارے میں پڑھا تھا۔ عہد قدیم اور عہد وسطیٰ کے کچھ تاریخی ذرائع کو یاد کرتے ہوئے درج ذیل چارٹ کو بھرنے کی کوشش کریں :

| | قدیم عہد | عہد وسطیٰ |
|---|---|---|
| ذرائع | کتبات | مخطوطات |
| .1 | | |
| .2 | | |
| .3 | | |
| .4 | | |
| .5 | | |

یاد رہے کہ عہد قدیم یا عہد وسطیٰ کے ذرائع تو تقریباً ایک ہی تھے۔ لیکن عہد قدیم کی بہ نسبت عہد وسطیٰ کی تعداد میں کافی اضافہ ہوگیا تھا۔ آپ نے دیکھا کہ پرانے قسم کے ذرائع کے علاوہ عہد وسطیٰ میں کچھ نئے ذرائع سامنے آئے۔ آگے آپ پائیں گے کہ عہد جدید میں ان ذرائع کی تعداد اور نوعیت میں اور بھی اضافہ ہوا۔ ایسا کیوں ہوا؟ آیئے اسے سمجھنے کی کوشش کریں۔

ساتویں درجہ میں آپ نے پڑھا ہوگا کہ انیسویں صدی کے پہلے اوائل میں چھاپہ خانے نہیں تھے۔کلرک یا نقل نویس ہاتھ سے ہی مخطوطات کے نسخے تیار کرتے تھے۔ بعد میں انیسویں صدی کے وسط تک چھپائی تکنیک کے ذریعہ سے سرکاری محکموں کی کاروائیوں کے کئی نسخے بنائے جانے لگے۔ان اہم ترین دستاویزات کے نسخے کو آپ آج بھی کتب خانوں میں دیکھ سکتے ہیں۔

محافظ خانوں (ریکارڈ روم) میں سرکاری دستاویزں کو محفوظ رکھا جاتا ہے۔ان میں سرکار کے منصوبوں اور محصولات سے متعلق دستاویز، پولس اور سی آئی ڈی رپورٹ مختلف سیاسی پارٹیوں کی سرگرمیوں کے ریکارڈ، مختلف کمیشنوں کے ریکارڈ وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔آج بھی ہر ضلع میں ایک ایک ریکارڈ روم ہوتے ہیں۔انہیں آپ بھی دیکھ سکتے ہیں۔ان کے علاوہ تحصیل کے دفتر،کلکٹریٹ، کمشنر کے دفتر اور کچہری وغیرہ کے ریکارڈ روم بھی اہم ہیں۔

**آپ اپنے ضلع کے ریکارڈ روم میں جا کر اپنے ضلع سے متعلق کیا کیا جانکاریاں حاصل کرنا چاہیں گے؟ان جانکاریوں کی ایک فہرست بنائیں۔**

اسی طرح کتب خانوں میں برسوں پہلے کے پرانے اخبار، ذاتی ریکارڈ، ڈائریاں،نجی دستاویز وغیرہ چیزیں محفوظ رکھی جاتی ہیں۔ عظیم شخصیات کی زندگی اور خود نوشت بھی تاریخ کے مطالعے میں مفید ثابت ہوتی ہے۔ان کتابوں سے ہمیں ان لوگوں کے حالات کے بارے میں خصوصی جانکاری ملتی ہے۔ جنہوں نے سیاست انتظامیہ اور سماجی خدمت کے حلقہ میں اہم ترین خدمات انجام دی ہیں۔ ساتھ ہی ان کتابوں سے ہمیں اس وقت کے معاشرے میں ہو رہی مختلف سرگرمیوں کے بارے میں بھی پتہ چلتا ہے۔

**خودنوشت اور سوانح کے بارے میں اپنے استاد کی مدد سے مذاکرہ کریں۔**

اپنے ملک کے دارالسلطنت دہلی میں قومی محافظ خانے،نہرو میموریل لائبریری اور پٹنہ میں واقع سچید انند سنہا لائبریری، بہار صوبائی محافظ خانے جیسے اداروں میں آپ جا کر ان سامانوں کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔ادھر حال کے دنوں میں گذشتہ نسل کے

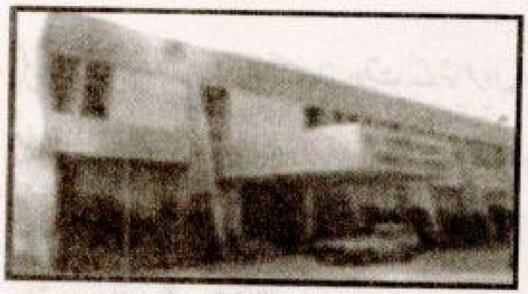

تصویر-5 : پٹنہ واقع بہار ریکارڈ روم

اہم لوگوں کی تقریریں، انٹرویو اور یادگاروں کے ریکارڈ رکھنے کی روایت بھی کچھ میوزیم میں شروع کی گئی ہے۔

انیسویں صدی کی ابتدا تک پورے ملک کا نقشہ تیار کرنے کے لئے بڑے بڑے سروے کئے جانے لگے۔ سروے میں زمین کی سطح، مٹی کی خاصیت، وہاں ملنے والے پیڑ پودوں اور جانداروں اور مقامی فصلوں کا پتا لگایا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ پیڑ پودوں کا سروے علم حیات سے متعلق سروے، آثار قدیمہ سے متعلق سروے، انسانیات سے متعلق سروے، جنگل کا سروے وغیرہ کئی دوسرے سروے بھی کئے جاتے تھے۔ آج یہ تمام سروے اہم تاریخی ذرائع ثابت ہوسکتے ہیں۔

تصویر-6 : شریفہ کا پودا

انیسویں صدی کے آخر میں ہر دس سال میں مردم شماری بھی کی جانے لگی۔ مردم شماری کے ذریعہ ہندوستان کے تمام صوبوں میں رہنے والے لوگوں کی تعداد، ان کا مذہب، ذات، کاروبار اور تعلیمی سطح وغیرہ کے بارے میں اطلاعات جمع کی جاتی ہیں۔ ان اطلاعات کی بنیاد پر ان کی فلاح کے لئے مستقبل کے منصوبے تیار کئے جاتے ہیں۔

**ہندوستان میں پہلی اور آخری مردم شماری کب ہوئی؟ آخری مردم شماری میں پوچھے گئے کچھ سوالوں کو اپنے استاد کی مدد سے جمع کریں۔**

ان سارے تاریخی ذرائع کے علاوہ ایک عام جاہل آدمی، آدیباسی، کسان، کھدانوں میں کام کرنے والے مزدور، فٹ پاتھ پر زندگی گزارنے والے غریب کیا سوچتے تھے۔ ان کے تجربات کیا تھے۔ اسے جاننے کے لئے ہم لوگوں کو ابھی اور کوشش

کرنی پڑے گی۔ اس کے لئے ہمیں اس وقت کے شاعروں اور ناول نگاروں کی تخلیقات، مقامی بازاروں میں فروخت ہونے والی مقبول عام کتابیں، سفرنامے وغیرہ چیزوں کو ٹٹولنا ہوگا۔ آپ نے عظیم ناول نگار منشی پریم چند کے بارے میں ضرور سنا ہوگا۔ ان کی کئی تخلیقات جیسے غبن، گئودان اور کفن میں ایک معمولی آدمی کے حالات کا تذکرہ ہے۔ ان کی تخلیقات میں اس عہد کے معاشرے کی تصویر بھی دیکھنے کو ملتی ہے۔

کچھ لوگ کہانیاں، ناول اور تاریخی واقعات پر مبنی فلم بھی بناتے ہیں۔ ان فلموں کے ذریعہ سے ہم تفریح کی شکل میں ماضی کے بارے میں جانکاری حاصل کرتے ہیں۔

**اگر آپ نے کچھ کہانیاں اور تاریخی واقعات پر مبنی فلم دیکھی ہے تو درجہ میں ساتھیوں کے درمیان اس کا تذکرہ کریں۔**

**تقریباً دوسو سال پہلے کیمرے کی ایجاد ہوئی تھی۔ ہندوستان میں اس کا استعمال 1850ء کے دوران شروع ہوا تھا۔ مغل حکومت کے آخری بادشاہ بہادر شاہ ظفر ثانی کی تصویر دستیاب ہے۔ وہ پہلا اور آخری مغل بادشاہ تھا۔ جس کی تصویر کیمرے سے کھینچی گئی تھی۔ تاریخی ذرائع کی شکل میں افراد، مقامات اور چیزوں کی تصویریں بہت مفید ثابت ہوتی ہیں۔**

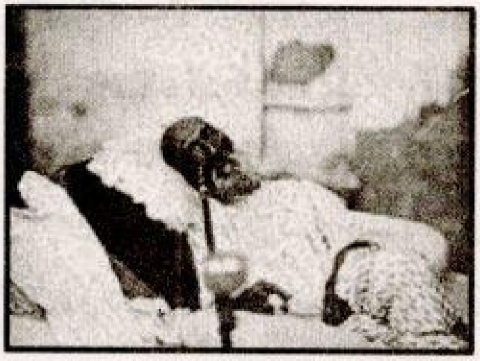

آپ نے ابھی تک تاریخی ذرائع کے بارے میں جانا۔ آیئے کچھ تاریخی ذرائع کو مختلف اخباروں، سی آئی ڈی رپورٹ اور کاغذات کے ذریعہ دیکھنے کی کوشش کریں۔

تصویر۔7 : کیمرے سے لی گئی بہادر شاہ ظفر کی تصویر

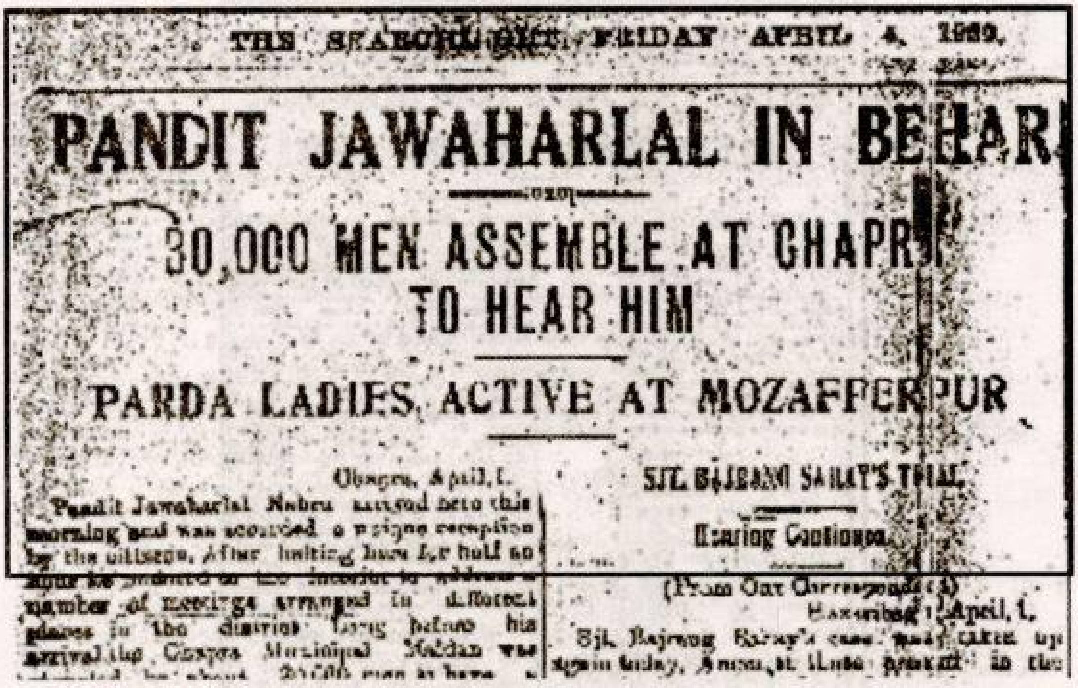
THE SEARCHLIGHT, FRIDAY APRIL 4, 1930.

# PANDIT JAWAHARLAL IN BEHAR

## 30,000 MEN ASSEMBLE AT CHAPRA TO HEAR HIM

## PARDA LADIES ACTIVE AT MOZAFFERPUR

Chapra, April 1.

Pandit Jawaharlal Nehru arrived here this morning and was accorded a ... reception by the citizens. After halting here for half an hour he ... to address a number of meetings arranged in different places in the district. Long before his arrival the Chapra Municipal Maidan was ... by about 30,000 men ...

SJT. BAJRANG SAHAY'S TRIAL

Hearing Continues

(From Our Correspondent)

Hazaribagh, April 1.

Sjt. Bajrang Sahay's case was taken up again today ... in the

پنڈت جواہر لال نہرو کا بہار دورہ : تیس ہزار لوگ چھپرا میں جمع ہوئے تھے۔

**• ذرائع •**

31/مارچ 1930ء کو پنڈت جواہر لال نہرو نے چھپرہ سے اپنے جلسہ کا آغاز کیا۔ چھپرہ ریلوے اسٹیشن پر ڈاکٹر محمود اور تقریباً 400 کارکنوں نے ان کا استقبال کیا۔ 9 بجے صبح سے آس پاس کے علاقوں میں تقریباً آٹھ گاؤں میں جلسے ہوئے۔ انہوں نے تقریباً ہر جگہ لوگوں سے عدم تشدد کے طریقہ سے نمک قانون توڑنے کی گزارش کی۔ 31/مارچ کی رات کو بتیا کے لئے روانہ ہو گئے۔ اگلے دن پہلی اپریل کو بتیا میں تقریباً بیس ہزار لوگوں کے جلسہ کو مخاطب کیا۔ بتیا سے کار کے ذریعہ موتیہاری کے لئے روانہ ہوئے۔ وہاں دوپہر کو تقریباً دس ہزار لوگوں کے مجمع کو خطاب کیا۔ ہر جگہ لوگوں نے جوش و خروش سے ان کا استقبال کیا۔ اپنے بہار دورہ کے دوران انہوں نے سیتامڑھی، مظفر پور، حاجی پور اور چھپرہ ضلعوں میں لوگوں کو برٹش حکومت کے ذریعہ ممنوعہ نمک قانون توڑنے کے لئے متحرک کیا۔ 3/اپریل کو انہوں نے سارن ضلع میں چوکیداروں سے انگریزوں کی خدمت ترک کر دینے کی گزارش کی۔

• محکمہ سی آئی ڈی کی رپورٹ 1930 میمو نمبر۔ 3639 (ہندی سے ترجمہ)

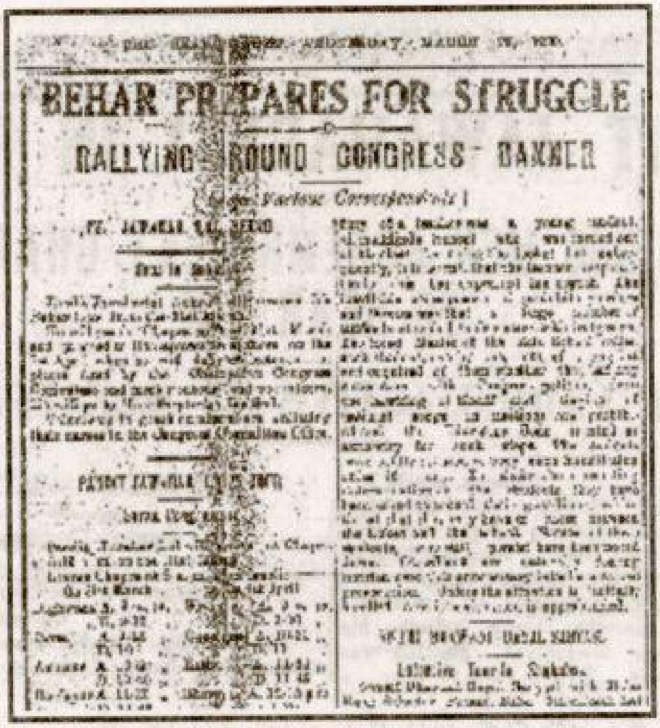

# BEHAR PREPARES FOR STRUGGLE

## RALLYING ROUND CONGRESS BANNER

(From Various Correspondents)

کانگریس کے پرچم تلے بہاری جدوجہد کے لئے تیار

# SATYAGRAH IN BIHAR

## CAMPAIGN IN FULL SWING IN SARAN

### 11 CHAUKIDARS AND ONE DAFADAR RESIGN

NARAYAN BABU GETS ONE YEARS' S. I.

Pt. Dharat Misra And Others Arrested

بہار میں ستیہ گرہ پورے ابال پر 11 چوکیدار اور ایک دفعدار نے انگریزی خدمت سے استعفیٰ دیا

مختلف اخباروں میں شائع خبروں میں آپ کیا یکسانیت پاتے ہیں۔ درجہ میں استاد

کی مدد سے مذاکرہ کریں

# बिहार सत्याग्रह समाचार

११ मई, १९३०. अंक - ८

---

## सारन

### ताड़ी इस साल न लगने पावेगी

छपरा : — [illegible] मालूम होता है कि [illegible] [illegible] । [illegible] ।

### सैनिकों की भरती

[illegible] और [illegible] ।

[illegible] हैं।

[illegible] में [illegible] और [illegible]

---

## मुजफ्फरपुर

मुजफ्फरपुर जिले में [illegible] है। [illegible] हो रही है।

## हाजीपुर

[illegible] के लिए [illegible] और [illegible] है। [illegible] है। [illegible]

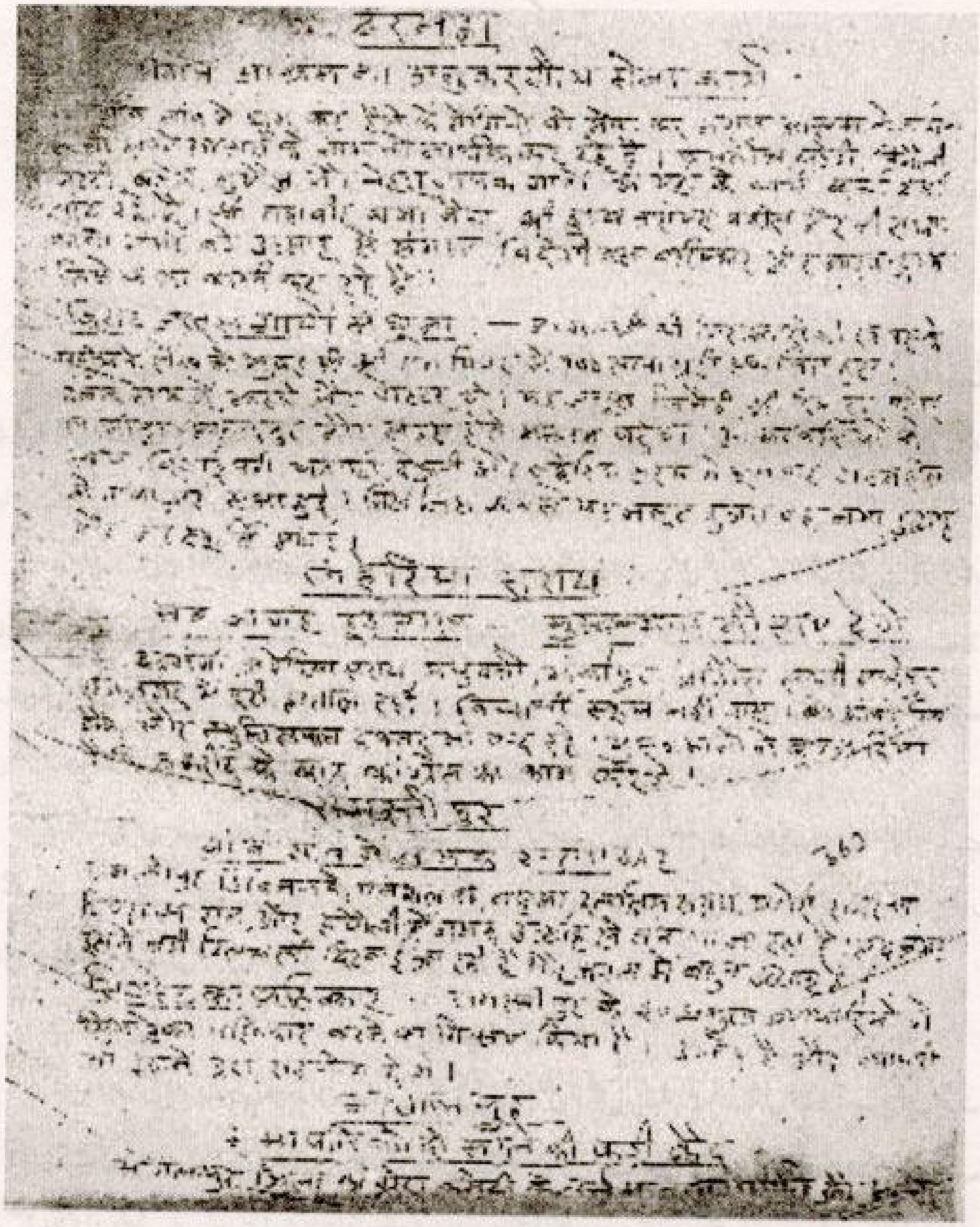

آل انڈیا کانگریس کمیٹی۔ جی۔18/1930

## • ذرائع •

وائسرائے کے نام گاندھی جی کا خط

ستیاگرہ آشرم سابرمتی

2/مارچ 1930

پیارے دوست!

گزارش ہے کہ اس سے پہلے کہ میں سول نافرمانی تحریک شروع کروں اور شروع کرنے پر جس خطرے کو اٹھانے کے لئے میں اتنے سالوں سے ہچکچاتا رہا ہوں، اسے اٹھاؤں، اس امید سے میں آپ کو یہ خط لکھنے جارہا ہوں۔ اگر مصالحت کا کوئی راستہ نہیں نکل سکے تو اس کے لئے کوشش کرکے دیکھیں۔

عدم تشدد میں میرا یقین تو ظاہر ہی ہے۔ جان بوجھ کر میں کسی بھی جاندار پر کسی بھی طرح کا تشدد نہیں کرسکتا تو پھر انسانی تشدد کی بات ہی کیا ہے؟ پھر بھلے ہی ان لوگوں نے میرا یا جنہیں میں اپنا سمجھتا ہوں، ان کا میں نے بڑے سے بڑا نقصان ہی کیوں نہ کیا ہو اس لئے جو بھی ہو میں برٹش حکومت کو ایک مصیبت سمجھتا ہوں تاہم میں یہ کبھی نہیں چاہتا کہ ایک بھی انگریز کو یا ہندوستان میں حاصل شدہ اس کے ایک بھی مناسب مفاد کو کسی طرح کا نقصان پہنچے۔

تو پھر میں کس سبب سے انگریزی حکومت کو لعنت سمجھتا ہوں؟ وجہ یہ ہے اس حکومت نے ایک ایسا نظام قائم کیا ہے کہ جس کی وجہ سے ملک ہمیشہ کے لئے بڑھتے ہوئے نتائج میں برابر چوسا جاتا رہے اس کے علاوہ اس نظام کا فوجی اور دیوانی خرچ اتنی زیادہ تباہی لانے والا ہے کہ ملک اسے نکالے۔

اگر آپ نہ سنیں گے تو!

لیکن اگر درج بالا برائیوں کو دور کرنے کا کوئی علاج آپ تلاش کرلیں گے اور میرے اس خط کا آپ پر کوئی اثر نہ ہوگا تو اس مہینے کی گیارہویں تاریخ کو میں اپنے آشرم میں جتنے ساتھیوں کو لے جاسکوں گا اتنے ساتھیوں کے ساتھ نمک سے متعلق قانون کو توڑنے کے لئے قدم بڑھاؤں گا۔ غریبوں کے نقطۂ نظر سے یہ قانون مجھے سب سے زیادہ ظالمانہ معلوم ہوتا ہے۔ آزادی کی یہ لڑائی خاص کر اسی ناانصافی کے احتجاج سے ہی شروع کی جائے گی۔

آل انڈیا کانگریس کمیٹی۔ جی۔ 1930/29 (ہندی سے اردو ترجمہ)

## وقت کے ساتھ تبدیلی:

درجہ سات میں ہم لوگوں نے پڑھا تھا کہ وقت کے ساتھ ہمارے سماج میں کئی تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ یہ تبدیلیاں کبھی الفاظ کے معنی، کبھی جگہوں کے نام، کبھی جغرافیائی حدود اور طرز حیات کے تناظر میں ہوتی رہتی ہیں۔

برصغیر ہند میں جدید ہندوستان، بنگلہ دیش، پاکستان، نیپال، بھوٹان اور مالدیپ شامل ہیں۔ ان میں ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش برطانوی ہند کا اٹوٹ حصہ تھے۔ میانمار (متعلقہ عہد کا برما) اور سری لنکا (اس عہد کا سیلون) بھی 1937ء تک انگریزوں کے ایشیائی سامراج کے حصہ تھا۔ آزادی کے بعد ہمارا ملک ہندوستان دو حصوں میں تقسیم ہوگیا۔ بلوچستان، سندھ، مغربی پنجاب اور مشرقی بنگال پاکستان میں چلے گئے۔ بعد میں پاکستان کا مشرقی حصہ الگ ہوکر بنگلہ دیش کے نام سے آزاد ملک بن گیا۔ بیسویں صدی کی ابتدا میں بہار اور اڑیسہ بھی بنگال صوبہ کا حصہ تھا۔ 1912ء میں بہار اور اڑیسہ کو بنگال سے الگ کر کے ایک نئے صوبہ کی شکل میں منظم کیا گیا۔ 1936ء میں اڑیسہ کو بہار سے الگ کر دونوں کو الگ صوبہ کا درجہ دیا گیا۔ پھر 15 نومبر 2000ء کو بہار سے اس کے جنوبی پہاڑی علاقہ کو الگ کر کے جھارکھنڈ صوبہ بنایا گیا۔

موجودہ بہار

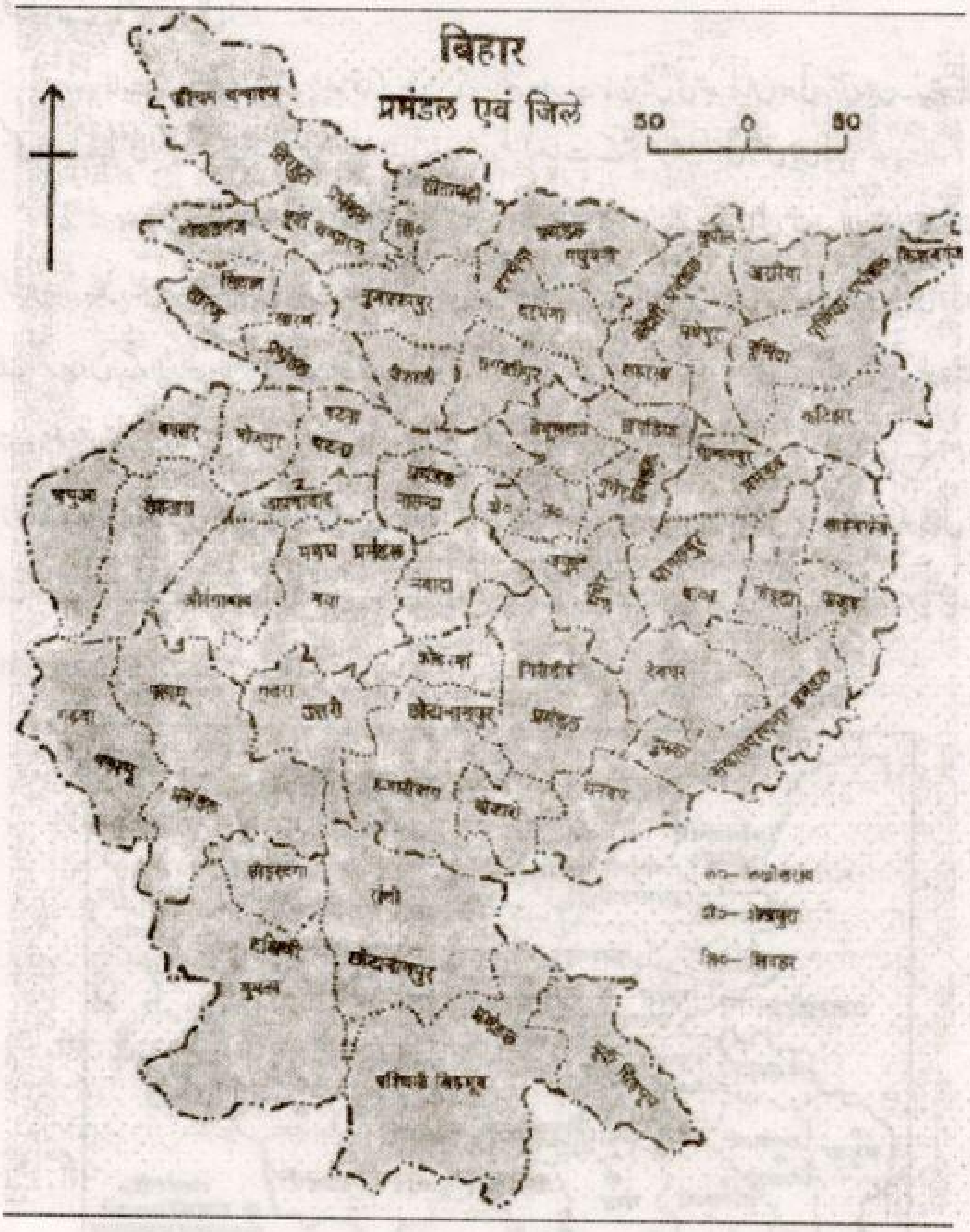


تقسیم کے قبل بہار

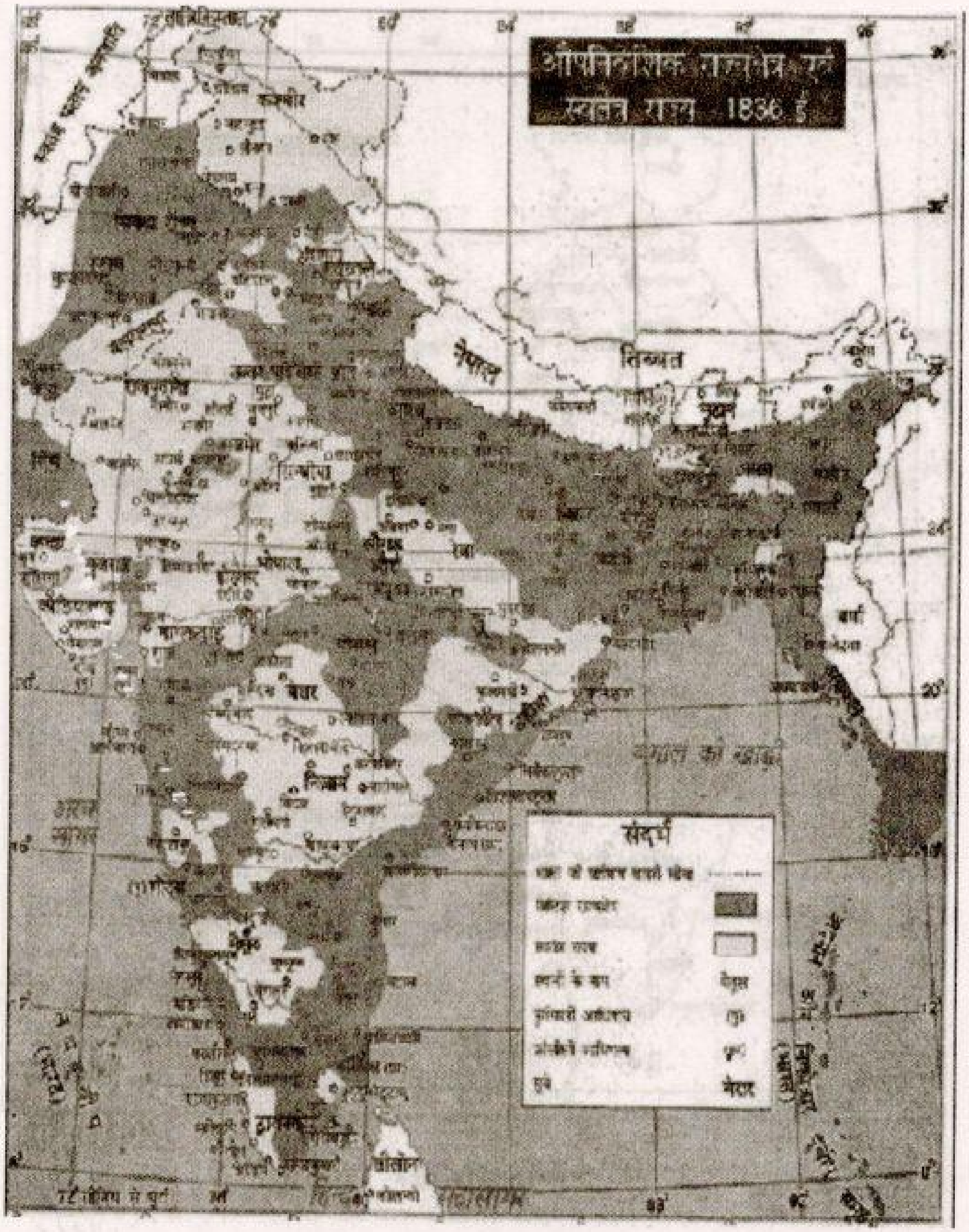


آزادی کے قبل کا ہندوستان

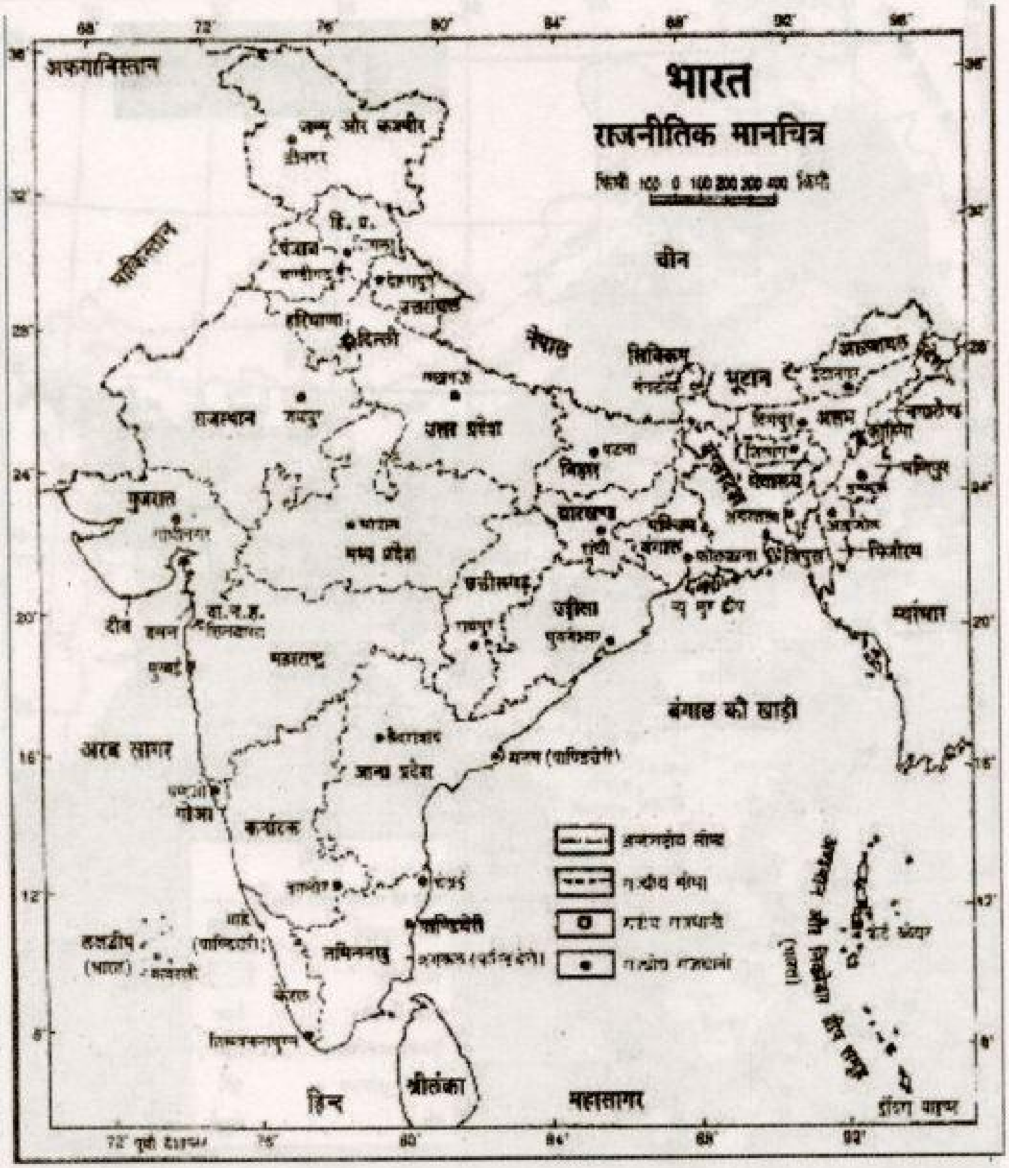


موجودہ ہندوستان

سرگرمیاں :

ہندوستان اور بہار کے ان چار الگ الگ نقشوں سے آپ کو کس طرح کی جانکاری حاصل ہو رہی ہے۔ سوچ کر بتایئے۔

# مشق

## آیئے پھر سے یاد کریں :

1. خالی جگہوں کو بھریئے :

(الف) سرمایہ داروں کا خاص مقصد تھا زیادہ سے زیادہ............. کمانا۔

(ب) پندرہویں صدی میں ایک نئی تحریک کی ابتداء ہوئی جسے............. کہتے ہیں۔

(ج) مشینوں کے ذریعہ سامانوں کی پیداوار کے عمل کو............. انقلاب کہتے ہیں۔

(د) ............. میں سرکاری دستاویزوں کو محفوظ رکھا جاتا ہے۔

(ہ) وقت کے ساتھ ملک اور صوبہ کی............. سرحدوں میں تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔

2. صحیح اور غلط بتائیے۔

(الف) سائنسی طریقہ کے معنی ہیں سوال پیش کر کے عملی تجربہ کے ذریعہ علم حاصل کرنا۔

(ب) انگریز مؤرخ جیمس مل کا ہندوستانی تاریخ کو مذہب کی بنیاد پر تقسیم کرنا مناسب تھا۔

(ج) امریکی تحریک آزادی کے بعد وہاں کے لوگوں نے جمہوری طرز کی ابتداء نہیں کی۔

(د) تاریخی ذرائع سے ایک آدمی کے بارے میں بھی جانکاری ملتی ہے۔

(ہ) آزادی کے پہلے ہمارے ملک کی جو جغرافیائی سرحد تھی، آزادی کے بعد بھی وہی رہ گئی۔

آیئے غور کریں :

(i) عہد وسطی اور جدید عہد کے تاریخی ذرائع میں آپ کیا فرق پاتے ہیں؟ مثالوں کے ذریعہ لکھئے۔

(ii) جیمس مل نے ہندوستانی تاریخ کو جس طرح ادوار میں تقسیم کیا اس سے آپ کہاں تک متفق ہیں؟

(iii) سرکاری دستاویزوں کو ہم کیسے اور کہاں کہاں محفوظ رکھ سکتے ہیں؟

(iv) یورپ میں ہوئی تبدیلیاں کس طرح جدید عہد کی تعمیر میں معاون ثابت ہوئیں؟

آیئے کر کے دیکھیں :

(i) ہندوستان میں پہلی اور آخری مردم شماری کب ہوئی؟ معلوم کریں۔ اس کے ذریعہ کچھ ایسے عناصر اور اطلاعات کا تصور کریں جن کا استعمال ہم تاریخی ذرائع کی شکل میں کر سکیں۔

باب-2

# ہندوستان میں انگریزی حکومت کا قیام

اس باب میں ہم انگلینڈ کی تجارتی کمپنی کے بارے میں پڑھیں گے جو ہمارے ملک میں بنیادی طور پر تجارت کرنے آئی تھی۔ رفتہ رفتہ وہ اس ملک پر حکومت کرنے لگی۔ یہ سیاسی حادثہ اچانک پیش نہیں آیا۔س کے پس منظر میں حادثات کا ایک تسلسل تھا۔ہم اس پورے عمل کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔

درجہ 7 میں پڑھی گئی باتوں کی بنیاد پر بتائیں کہ :

(i) آٹھویں صدی میں کس ملک کے تاجر ہندوستان میں تجارت کرنے آئے تھے؟

(ii) 1707ء میں مغل شہنشاہ اورنگ زیب کی موت کے بعد ہندوستان میں کون کون سی حکومت بنی؟

(iii) کچھ ایسے یورپی ممالک کے نام بتایئے جو پندرہویں سے سترہویں صدی کے درمیان تجارت کے مقصد سے ہمارے ملک میں آئے۔

## ہندوستان اور یورپ کے درمیان تجارت:

ہندوستان اور یورپ کے درمیان قدیم زمانے سے ہی تجارتی تعلقات تھے۔ خشکی کے حصے سے ہونے والی اس تجارت میں عرب تاجروں کا کردار بہت اہم تھا۔ وہ ہندوستانی تاجروں اور کاریگروں سے سامان خرید کر عرب کے بازاروں میں لاتے تھے جہاں سے یورپ کے تاجر اسے خرید کر اپنے ملک کے بازاروں تک پہنچاتے تھے۔ اس طرح کی تجارت سے یورپ کے لوگوں تک یہ سامان پہنچتے پہنچتے مہنگے ہوجاتے تھے۔ساتھ ہی اس تجارت میں یورپ کے تاجروں کا منافع بھی کم ہوتا تھا۔

پندرہویں صدی عیسوی کے آس پاس یورپ کے تاجروں نے بحر احمر سے ہوتے ہوئے خشکی کے راستے سے ہندوستان آنا شروع کیا۔لیکن اس میں انہیں کئی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔خشکی کے راستے سے یورپ تک مال پہنچانے

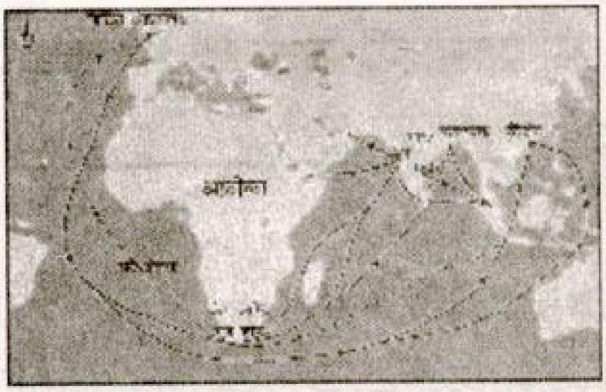

تصویر-1 : اٹھارہویں صدی میں تک آنے والے راستے

میں وقت کافی زیادہ لگتا تھااور ہمیشہ راستے میں لٹ جانے کا خوف لگا رہتا تھا بہت سارے مقامات پر انہیں چنگی بھی دینی پڑتی تھی اس کے علاوہ عرب کی تاجر جماعت ان کے لئے بہت طرح کی مشکلیں کھڑی کرتے تھے۔ اس لئے یورپ کے تاجروں کے لئے یہ ضروری ہوگیا تھا کہ وہ ایشیا اور ہندوستان کے لئے ایک ایسے راستے کی تلاش کریں جس میں یہ ساری مشکلیں نہ ہوں۔

آپ نے درجہ سات میں پڑھا ہے کہ اس سمت میں سب سے پہلی کامیابی پرتگال کے جہاز رانوں کو حاصل ہوئی۔ پرتگال کا جہاز راں واسکوڈی گاما 1498 میں یورپ سے ہوکر افریقہ کا چکر لگاتا ہوا تماشا انتر دیپ (کیپ آف گڈ ہوپ) کے راستے سے ہندوستان کے مغربی ساحل پر واقع کالی کٹ بندرگاہ پر پہنچا۔ کالی کٹ کے حکمران نے واسکوڈی گاما کو اپنے یہاں تجارت کرنے کی اجازت اور سہولت دی۔

واسکوڈی گاما ہندوسان سے جن چیزوں کو لے کر واپس لوٹا اسکو بیچ کر اس نے اپنے سفری اخراجات سے ساٹھ گنا زیادہ نفع کمایا اس سے پرتگال کے تاجر اور جہاز رانوں کو بہت حوصلہ ہوا اور ان کے ہندوستان آنے کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ آگے چل کر پرتگالی تاجروں نے ہندوستان میں کالی کٹ، گوا، دمن اور دیو اور ہگلی کے بندرگاہوں میں اپنی تجارتی کوٹھیاں قائم کرلیں۔ انہوں نے ہندوستان میں سیاسی حکومت قائم کرنے کی کوشش بھی کی لیکن وہ کامیاب نہیں ہوئے۔

**واسکوڈی گامانے ہندوستان سے واپس جاتے وقت کن کن چیزوں کو خریدا۔ اس کی ایک فہرست بنایئے۔**

ہندوستان میں پرتگالی تاجروں کی کامیابی نے یورپ کے دیگر ممالک کے تاجروں کو بھی متحرک کیا اور وہ بھی اسی راستے سے ہندوستان آنے لگے۔ اس طرح یورپ کے کئی ممالک میں ہندوستان اور ایشیا کے دیگر حصوں سے تجارت کرنے کے لئے

تجارتی کمپنیاں قائم کی گئیں۔ ان میں پرتگال کے علاوہ ہالینڈ، انگلینڈ، فرانس اور ڈنمارک کی کمپنیاں خاص تھیں۔ انہیں کمپنیوں میں سے ایک کمپنی نے آگے چل کر ہمارے ملک کی باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں لے لی اور اتنا ہی نہیں اس نے ہمارے ملک پر تقریباً دوسو سالوں تک حکومت بھی کی۔

## ایسٹ انڈیا کمپنی کا قیام :

31 دسمبر 1600ء کو انگلینڈ کے کچھ تاجروں نے لندن میں ایسٹ انڈیا کمپنی قائم کی تھی۔ انگلینڈ کی ملکہ ایلزابیتھ اول نے اس کمپنی کو پندرہ سالوں کے لئے مشرق (ایشیائی ممالک) کے ساتھ تجارت کرنے کا اختیار دیا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ انگلینڈ کے صرف اسی کمپنی کو ہندوستان سے تجارت کرنے کا اختیار تھا۔ انگلینڈ کا کوئی دیگر شخص یا تاجروں کی جماعت ہندوستان کے ساتھ تجارت نہیں کرسکتی تھی۔ اس طرح یہ کمپنی ہندوستان سے سامان خرید کر یورپ میں زیادہ قیمت میں بیچ سکتی تھی۔

لیکن ذرا سوچئے کہ کیا ایسٹ انڈیا کمپنی کو چیلنج کرنے والی دیگر یورپ کی کمپنیاں نہیں تھیں۔ پرتگال تو پہلے سے ہی ہندوستان کے ساتھ تجارت کر کے منافع کما رہا تھا۔ اس کے ساتھ ہی ہالینڈ فرانس اور ڈنمارک جیسے ممالک کی تجارتی کمپنیوں کے مفاد بھی انگلینڈ کی ایسٹ انڈیا کمپنی سے ٹکرانے لگے۔ تمام کمپنیاں ایک جیسی چیزیں جیسے باریک سوتی کپڑے، ریشم، ململ، نیل اور شورا وغیرہ خریدتی تھیں۔ یورپ میں سوتی کپڑوں کی پیداوار بالکل نہیں ہوتی تھی۔ وہاں سوتی کپڑوں کا استعمال گرمیوں میں کیا جاتا تھا۔ اور اونی کپڑوں کے اندر بستر کی شکل میں جاڑوں میں بھی کیا جاتا تھا۔ اس سے اونی کپڑے پہننے میں زیادہ ملائم اور آرام دہ ہوتے تھے۔ پورے یورپ میں ہندوستان کے مسالوں کی زیادہ مانگ تھی۔ ٹھنڈا ملک ہونے کی وجہ سے یورپ کے لوگوں کے کھانے میں گوشت کا استعمال کافی ہوتا تھا۔ جسے لذیذ بنانے کے لئے اور گوشت کو زیادہ دیر تک قابل استعمال بنائے رکھنے کے لئے ان مسالوں کا استعمال کیا جاتا تھا۔ جاڑے کے موسم کی سخت سردیوں میں صرف انہیں

> **انہیں بھی جانیں!**
>
> تجارتی مزاج : تجارتی مزاج کا مطلب نفع کمانے کے مقصد سے کی گئی تجارتی سرگرمیاں ہیں۔ اس میں کسی ملک کی پونجی کا اندازہ اس کے پاس جمع قیمتی اسپات خصوصاً سونے کی مقدار پر منحصر کرتا ہے۔

مسالوں کے استعمال سے یورپ کے لوگ گوشت کھا سکتے تھے۔ اسی طرح نیل کا استعمال کپڑا رنگنے کے لئے ہوتا تھا۔ شورا بارود بنانے کے کام آتا تھا۔ یورپ میں ان تمام چیزوں کی کمی تھی۔ اس کے برخلاف یورپ میں پیدا ہونے والی بہت کم ہی چیزیں ہندوستان کے لوگوں کے کام آتی تھیں۔ اس لئے یورپ کی کمپنیاں خاص طور سے سونا چاندی دے کر ہندوستان سے سامان خریدتی تھیں۔ زیادہ سے زیادہ سامان خریدنے اور اس سے زیادہ سے زیادہ منافع کمانے کے لئے ان تمام کمپنیوں میں ہوڑ لگی رہتی تھی۔ اس کا سب سے زیادہ فائدہ ہندوستان کے کاریگروں اور چھوٹے تاجروں کو ہوتا تھا۔ ان کا سامان تیار ہونے کے پہلے ہی فروخت ہوجایا کرتا تھا اور وہ بھی کافی اچھی قیمتوں پر۔

مگر اس ہوڑ کا دوسرا پہلو بھی تھا۔ جو کمپنی زیادہ سامان لے کر یورپ کے بازار میں جاتی تھیں اسے زیادہ منافع ہوتا تھا۔ ساتھ ہی اگر ایک ہی طرح کے سامان ایک سے زیادہ کمپنی پہنچتی تھی تو اس سامان کی قیمت بازار سے کم ہوجاتی تھی۔ اس لئے یہ کمپنیاں ہمیشہ اس کوشش میں رہتی تھیں کہ دوسری کمپنیوں کو مقابلے سے باہر کردیں۔ زیادہ منافع کمانے اور بازار کو ایک طرفہ قابو میں رکھنے کی ہوڑ میں ان کمپنیوں کے بیچ پر تشدد جھگڑے بھی ہونے لگے۔

## آج کل کی تجارتی کمپنیاں زیادہ سے زیادہ منافع کمانے کے لے کیا کرتی ہیں؟

ان کمپنیوں کے ذریعہ جو مال ہندوستان میں خریدا جاتا تھا انہیں جہازوں پر لادے جانے تک محفوظ رکھنے کی ضرورت ہوتی تھی۔ یہ خریدا گیا مال فیکٹری میں رکھا جاتا تھا۔ اس وقت اس لفظ کے معنٰی سامان بنانے کی جگہ کی بجائے ایک ایسے گودام سے تھا جس کی قلعہ بندی ہوسکے۔ جو دیواروں سے گھرا ہوا اور جہاں حملہ آوروں سے حفاظت ہوسکے۔ ان فیکٹریوں کی حفاظت کے لئے فوجیوں کی بحالی کی جاتی تھی۔ جنہیں یورپ کے طریقوں سے تربیت دی جاتی تھی۔ تعداد میں کم ہونے کے باوجود یہ فوجی باضابطہ تربیت کی وجہ سے کئی ہندوستانی صوبوں کے مقابلے میں زیادہ لائق ہوتے تھے۔

**انگریز فرانسیسی ٹکراؤ**— اٹھارہویں صدی کی ابتدا تک انگریزوں اور فرانسیسیوں نے دیگر یورپی کمپنیوں کو ان اہم ترین مقامات سے ہٹادیا جو انہوں نے ایشیا اور یورپ کے بیچ کے تجارت کے لئے قائم کئے تھے۔ اب انگلینڈ کی ایسٹ انڈیا

کمپنی کا خاص مقابلہ سیدھے طور پر فرانس کی فرنچ ایسٹ کمپنی کے ساتھ تھا۔ انگلینڈ اور فرانس کی سرکاریں بھی اپنی اپنی کمپنیوں کو ٹکراؤ کی صورت میں حمایت ہر ممکن فوجی اور اقتصادی مدد کرتی تھیں۔ آپ جانتے ہیں کہ اس وقت ہندوستان میں مغل حکومت کمزور ہو چکی تھی اور اس کی جگہ کئی چھوٹی بڑی حکومتیں وجود میں آ چکی تھیں۔ وہ طاقتور نہیں تھیں اور ہمیشہ اپنی پڑوسی ریاستوں کے ساتھ جنگ کرتی رہتی تھیں۔ ان کمپنیوں نے انہیں حالات کا فائدہ اٹھایا۔ ان کمپنیوں نے ان حکومتوں کو حاصل کرنے کی کوشش کی ٹیکس میں چھوٹ کے علاوہ حکومت میں اختیار کے حصول کے لئے وہ ان حکومتوں کو فوجی مدد دینے کا وعدہ بھی کرتے تھے۔

انگلینڈ کی ایسٹ انڈیا کمپنی نے ہندوستان میں کئی مقامات جیسے سورت، مچھلی پٹنم، ہگلی، پٹنہ اور قاسم بازار وغیرہ میں اپنی فیکٹریاں قائم کیں۔ اکثر انہیں مقامات کے آس پاس فرانسیسی ایسٹ انڈیا کمپنی کی بھی فیکٹریاں تھیں۔ اس کے علاوہ فرانسیسیوں نے مشرقی ساحل پر چندن نگر، بالاور اور مغربی ساحل برما میں فیکٹریاں قائم کی تھیں۔ فرانسیسیوں کا مرکزی دفتر ہندوستان کے جنوب مشرقی سمندری ساحل پر پانڈیچیری (موجودہ پودوچیری) میں تھا۔ اس صوبہ میں انگریزوں کا خاص مرکز فورٹ سینٹ جارج (مدارس) میں تھا۔ اس وقت یورپ میں انگلینڈ اور فرانس کے درمیان حریفانہ مقابلہ تھا۔ یورپ میں جب ان دونوں ملکوں میں ٹکراؤ شروع ہوا تو ہندوستان میں بھی ان دونوں کمپنیوں کے بیچ ٹکراؤ کی ابتداء ہوئی۔ یہ ابتداء جنوبی ہند میں کرناٹک میں ہوئی۔

تصویر۔2: ہگلی ندی کے کنارے انگریزی فیکٹری

کرناٹک مغل حکومت کا ایک صوبہ تھا جو تقریباً آزاد ہو چکا تھا۔ فرانسیسی کمپنی کا مرکزی دفتر ان کی سرحد کے کافی قریب تھا۔ 1740ء کے آس پاس کرناٹک کے نواب نے یہ دیکھ کر کہ اس کے صوبے میں فرانسیسیوں کی طاقت

بڑھتی جارہی ہے اس کے خلاف ایک فوج بھیجی اس جنگ میں کرناٹک کی فوج ہارگئی۔اس لڑائی کے نتیجہ نے ثابت کردیا کہ ایک چھوٹی فوج بھی، اگر اس میں اصول و ضابطہ ہو انہیں پابندی سے تربیت اور مشاہرہ دیا جائے انہیں یورپ کی بنی ہوئی نئی بندوقیں دی جائیں تو ہندوستانی فوج کی بڑی تعداد کو ہرا سکتی تھی۔

1750ء کے آس پاس وراثت کا ٹکراؤ شروع ہوا جس سے فرانسیسی اور انگریز کمپنیاں آمنے سامنے آگئیں۔اس میں انگریز کمپنی اپنی پسند کے آدمی کو کرناٹک کا نواب بنانے میں کامیاب رہی اور فرانسیسیوں کو ایک بڑا جھٹکا لگا۔

تصویر۔ 3 : سراج الدولہ

**انگریز اور بنگال :** کرناٹک کے بعد ٹکراؤ کا حلقہ جنوب سے شمال مشرق کی طرف بنگال تک پہنچ گیا بنگال میں انگریزوں نے کولکاتہ میں اپنی فیکٹری قائم کر رکھی تھی بنگال مغل حکومت کا ایک دولت منداور بڑا صوبہ تھا۔اس میں جدید بہار اور اڑیسہ بھی شامل تھا مغلوں کی مرکزی حکومت کی کمزوریوں کا فائدہ اٹھا کر بنگال کے دیوان مرشد قلی خان نے اپنے کو ایک آزاد حکمراں کا اعلان کر رکھا تھا۔ویسے وہ مغل شہنشاہ کو پابندی سے محصول بھیجتے رہے مرشد قلی خان کے بعد علی وردی خان 1740ء میں بنگال کا نواب بنا۔اس نے بنگال میں ایک کامیاب حکومت قائم کی۔علی وردی خان نے یورپ کے تاجروں کو ہمیشہ اپنے قابو میں رکھنے کی کوشش کی۔ اس کے بعد اس کا ناتی سراج الدولہ نواب بنا۔سراج الدولہ بہت ہی بیدار مغز حکمراں تھا وہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے خطرناک ارادوں کو بھانپ چکا تھا اس لئے وہ کمپنی کو بہت زیادہ تجارتی مراعات دینے کے حق میں نہیں تھا۔ایسٹ انڈیا کمپنی کے لئے سراج الدولہ ایک ناپسندیدہ شخص تھا اسی لئے انہوں نے سراج الدولہ کے خاندان میں سازشوں کا جال پھیلانا شروع کردیا۔ کمپنی کا مقصد سازشوں کے ذریعہ ایسا اختلاف اور نفاق پیدا کرنا تھا جس سے حکومت اس حد تک کمزور ہوجائے کہ وہ حکومت میں بھی دخیل ہوجائیں۔

## اس کا وقت کا بنگال

ایک انگریز مورّخ ایس سی ہل اس وقت کے بنگال کے کسانوں کے بارے میں لکھتا ہے کہ اٹھارہویں صدی کے درمیان میں بنگال کے کسانوں کی حالت اس وقت کے فرانس یا جرمن کے کسانوں کی حالت سے بڑھ کر تھی۔ اگر اس وقت کے شہروں کی حالت پر نظر ڈالی جائے تو بنگال کی راجدھانی، مرشد آباد کے بارے میں خود انگریز سپہ سالار کلایو لکھتا ہے :

"مرشد آباد کا شہر اتنا ہی لمبا، چوڑا، آباد، اور دولت مند ہے جتنا کہ لندن کا شہر۔ فرق صرف اتنا ہے کہ لندن کے دولت مند سے دولت مند انسان کے پاس جتنی جائداد ہو سکتی ہے اس سے بے انتہا زیادہ جائداد مرشد آباد میں کئی لوگوں کے پاس ہے۔"

### آج مرشد آباد شہر کی حالت کیا ہے؟ پتہ کریں۔

**بنگال میں تجارت سے حکومت تک** : بنگال میں پہلی انگریزی فیکٹری 1651ء میں ہگلی ندی کے کنارے قائم ہوئی۔ تجارت میں اضافہ ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے چاروں طرف کمپنی کے افسر اور تاجر بھی بسنے لگے۔ رفتہ رفتہ کمپنی نے اس آبادی کے چاروں طرف ایک قلعہ بنانا شروع کیا۔ اس

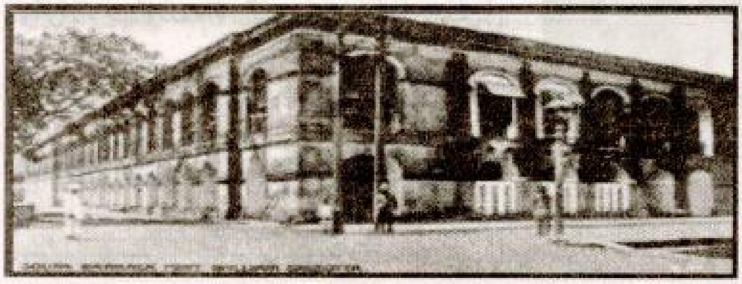

تصویر۔ 4 : فورٹ ولیم

قلعے کا نام فورٹ ولیم رکھا گیا۔ کمپنی نے اپنے تجارت کو زیادہ سے زیادہ وسیع کرنے کے لئے 1696ء میں 1200 سو روپے ادا کر کے تین گاؤں کی زمینداری یعنی محصول جمع کرنے کا اختیار حاصل کر لیا۔ یہ تین گاؤں تھے گووند پور، سوتا ناتی اور کالی کوتا۔

تینوں گاؤں کے ملنے کے بعد آگے چل کر انہیں کلکتہ کہا جانے لگا۔ اب اسے کولکاتہ کہا جاتا ہے۔

**کمپنی کی فیکٹری مدراس اور بمبئی میں بھی تھی۔ آج ان جگہوں کو کس نام سے جانا جاتا ہے؟**

کمپنی نے مغل شہنشاہ فرخ سیر سے 1717ء میں ایک شاہی فرمان حاصل کیا۔ اس کے مطابق کمپنی صرف تین ہزار روپئے سالانہ ٹیکس بغیر کسی مزید ٹیکس کے بنگال میں تجارت کرنے کی اجازت مل گئی۔ اس فرمان کے بعد کمپنی اس صوبے میں جو مال خریدتی تھی اس پر اسے کوئی ٹیکس نہیں دینا پڑتا تھا۔

**ذرا سوچئے بغیر ٹیکس کی ادائیگی کے تجارت کرنے کے کیا نتائج ہوئے ہوں گے۔**

تصویر۔ 5 : قاسم بازار

اس پورے نظام سے بنگال کے محصولات کو کافی نقصان ہو رہا تھا۔ کمپنی کو ملی اس چھوٹ کا فائدہ کمپنی کے کارکن اپنے ذاتی کاروبار کے لئے بھی کر رہے تھے۔ بنگال کے نواب سراج الدولہ کو یہ نظام پسند نہیں آیا۔ اس نے کمپنی کو بغیر ٹیکس تجارت کرنے سے منع کر دیا۔ اس نے کمپنی پر فریب کا الزام لگاتے ہوئے اس کے قلعہ بندی کی توسیع پر روک لگادی۔ کمپنی بھی اب یہ سمجھ رہی تھی کہ اگر بنگال کی تجارت کو محفوظ رکھنا ہے تو سراج الدولہ کو نواب کے عہدے سے ہٹانا ہوگا۔ اس کے لئے کمپنی نے بنگال کی سیاست کو ٹٹولنا شروع کیا۔ اس نے سراج الدولہ سے ناراض لوگوں کے ساتھ گانٹھ شروع کر دی۔ سراج الدولہ کی جگہ کمپنی ایک ایسا نواب چاہتی تھی جو اس کے اشاروں پر چل سکے۔ اس کے لئے کمپنی نے بنگال کے دو بڑے تاجر امین چند اور جگت سیٹھ کے ساتھ ساتھ نواب کے سپہ سالار میر جعفر کو اپنی طرف ملالیا۔ کمپنی کی کوشش یہ تھی کہ سراج الدولہ سے ناراض لوگوں میں سے کسی کو نواب بنا دیا جائے۔

تصویر۔ 6 : پلاسی جنگ

جواب میں سراج الدولہ نے اپنے قریب (تیس ہزار) 30000 سپاہیوں کے ساتھ قاسم بازار میں واقع انگلش فیکٹری پر حملہ بول دیا۔ کمپنی کی فوج کی قیادت رابرٹ کلایو کر رہا تھا۔ آخر کار جون 1757ء میں مرشد آباد کے پاس پلاسی میں جنگ ہوئی۔ اس جنگ میں نواب کی فوج ہار گئی۔ سراج الدولہ مارا گیا اور میر جعفر کو بنگال کا نواب بنا دیا گیا۔ اس لڑائی کے ساتھ ہندوستان میں کمپنی کی حکومت کے قیام کے امکانات مستحکم ہونے لگے۔

> **انہیں بھی جانیں**
>
> پلاسی کا اصلی نام فلاشی تھا جسے انگریزوں نے بگاڑ کر پلاسی کر دیا تھا۔ یہ جگہ پلاشی کے پھولوں کی وجہ سے پلاشی کے نام سے مشہور تھی۔ پلاش کے خوبصورت لال پھولوں سے گلال بنایا جاتا ہے۔ جس کا ہولی میں استعمال ہوتا ہے۔

> **یکم جنوری 1759ء کو انگلینڈ کے وزیر اعظم ولیم پٹ کے نام کلایو نے یہ خط لکھا :**
>
> انگریزی فوج کی کامیابی سے ایک عظیم انقلاب اس ملک میں برپا ہو چکا ہے۔ اس انقلاب کے بعد ایک معاہدہ کیا گیا ہے۔ جس سے کمپنی کو بڑے زبردست فائدے ہوئے ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ ان سب باتوں کی طرف ایک حد تک انگریز قوم کا دھیان متوجہ ہو چکا ہے لیکن موقع ملنے پر کمپنی اس طرح کی کوششوں میں لگی رہے گی۔ جو اسے آج کل کے اتنے بڑے علاقے اور آگے کے زبردست امکانات

دونوں کے مطابق ہو۔ میں نے کمپنی کو انتہائی زوردار لفظوں میں اس بات کی ضرورت بتا دی ہے کہ انہیں اتنی فوج ہندوستان بھیج دینی چاہئے اور برابر ہندوستان میں رکھنا چاہئے جس سے وہ اپنے اس وقت کے دولت اور علاقے کو اور بڑھانے کے سب سے پہلے موقع سے فائدہ اٹھا سکے۔ دو سال کی محنت اور تجربے سے میں نے اس ملک کی حکومت کے بارے میں اور یہاں کے لوگوں کے مزاج کے بارے میں جو پختہ علم حاصل کیا ہے اس سے میں جرأت کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس طرح کا موقع جلدی ہی پھر آنے والا ہے۔

تصویر 7: رابرٹ کلائیو

اس جیت کے بعد کمپنی کی ٹیکس فری تجارت پھر شروع ہوگئی۔ کمپنی چاہتی تو بنگال کی حکومت اپنے ہاتھ میں لے سکتی تھی۔ لیکن تجارت کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ منافع کمانا اس کے لئے زیادہ اہم تھا۔ اس منافع کے علاوہ میر جعفر نے کمپنی کے بڑے افسران کو نذرانہ یا رشوت کی شکل میں بھاری رقم دی۔ کمپنی کے افسران کے مطالبوں کو پورا کرنے میں خزانہ خالی ہونے لگا۔ پھر بھی کمپنی مطمئن نہیں تھی۔ جلد ہی میر جعفر کو اپنی غلطی کا احساس ہونے لگا۔ اس نے اس کی مخالفت کی۔ اس مخالفت کے بعد کمپنی نے میر جعفر کو ہٹا کر اس کے داماد میر قاسم کو 1760ء میں بنگال کا نواب بنا دیا۔ میر قاسم نے نواب بننے کی خوشی میں کمپنی کو بردوان، مدناپور اور چاٹ گاؤں ضلع کی زمینداری سونپ دی۔ لیکن دوسری طرف اس نے کمپنی پر اپنے مکمل انحصار کی حالت کو سمجھا۔ اس نے کمپنی کے شکنجے سے چھٹکارا پانے کے لئے کئی قدم اٹھائے۔ اس نے میر جعفر کے ان سبھی افسروں کو ہٹانا شروع کیا جو کمپنی سے ملے ہوئے تھے۔ اس نے بنگال کی معاشی حالت کو بھی سدھارنے کی کوشش کی۔ کمپنی اور اس کے افسران اور

عملے مغل شاہنشاہ فرخ سیر کے ذریعہ حاصل شاہی فرمان کے ذریعہ ملی مراعات کا بیجا استعمال کر رہے تھے۔ وہ بغیر چنگی دیئے ہی تجارت کرتے تھے، اس سے حکومت کو اقتصادی نقصان ہو رہا تھا اور ملکی تاجروں کو بھی دھکا لگ رہا تھا۔ کیونکہ وہ لوگ ٹیکس فری تجارت نہیں کر سکتے تھے۔ مجبور ہو کر میر قاسم نے چنگی کی وصولی ختم کر دی تا کہ ہندوستانی تاجر بھی کمپنی کے تاجروں کی برابری میں تجارت کر سکیں۔

**26 مارچ 1762ء کو میر قاسم نے انگریز ملازموں کے برتاؤ کی شکایت کی تھی**

**اس نے لکھا :**

'کولکاتہ سے ڈھاکہ، قاسم بازار اور پٹنہ تک ہر ایک مقام پر، ہر ایک انگریز افسر، اس کے گماشتے اور ایجنٹ میرے ملازموں کی جگہ پر خود زمین دار، تعلق دار اور لگان وصول کرنے والے کا کام کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہر ایک ضلع، شہر اور گاؤں میں گماشتے اور دیگر ملازمین، چاول دھان، تیل، بانس اور پان وغیرہ کی تجارت کرتے ہیں اور کمپنی کی دستک لئے ہوئے ہر ایک شخص اپنے آپ کو کمپنی سے کم نہیں سمجھتا ہے۔'

تصویر 8: میر قاسم

مرشد آباد پر کمپنی کا دباؤ بنا رہتا تھا۔ اس دباؤ اور قابو سے بچنے کے لئے میر قاسم اپنی راجدھانی مرشد آباد سے مونگیر لے گیا۔ مونگیر کی اس نے بڑی خوبصورت اور مضبوط قلعہ بندی کی اور قریب چالیس ہزار سپاہیوں کی فوج تیار کی۔ اپنے فوجیوں کو جنگ کے نئے طریقے سکھانے کے لئے اس نے یورپ کے تربیت کاروں کو بحال کیا۔ اتنا ہی نہیں اس نے مونگیر میں بندوقوں اور توپوں کے کارخانے قائم کئے۔ آج بھی آپ مونگیر میں میر قاسم کے عہد کا قلعہ دیکھ سکتے ہیں۔

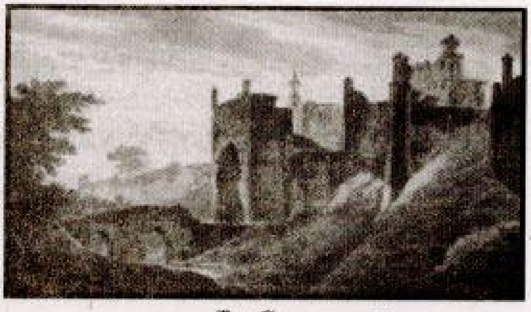

تصویر۔ 9 : مونگیر کا قلع

**انہیں بھی جانیں!**

دستک وہ سند تھا جو انگریزی فیکٹری کا صدر کمپنی کے سامان کے بارے میں دیتا تھا جس سے اس سامان کی تجارت پر چنگی نہیں لگتی تھی۔

**مونگیر کس ندی کے کنارے بسا ہے؟ اور مونگیر کن چیزوں کے لئے مشہور ہے؟ پتہ کریں۔**

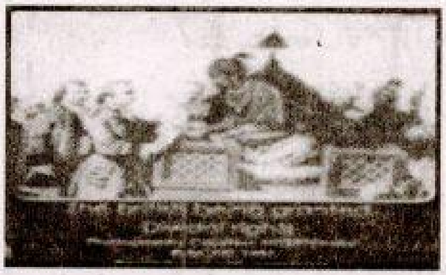

تصویر۔ 10 : 1765ء میں بنگال کی دیوانی حاصل کرتے

بلاشبہ میر قاسم کے ذریعہ اٹھائے گئے ان اقدام سے کمپنی کے افسران ناراض ہو گئے اور انہوں نے نواب کو ہٹانے کا فیصلہ کر لیا۔ میر قاسم نے محسوس کیا کہ وہ تنہا کمپنی کی فوج کا مقابلہ نہیں کر سکتا ہے، اس لئے اس نے مغل شہنشاہ شاہ عالم ثانی اور اودھ کے نواب شجاع الدولہ سے مدد مانگی۔ ان تینوں کی متحدہ فوج کی کمپنی کی افواج کے ساتھ

**انہیں بھی پڑھئے!**

**بکسر** : کہتے ہیں کہ وید کے منتروں کی تخلیق کرنے والے بہت سے رشی یہاں ہوئے۔ اس مقام کو ویدوں کا سرچشمہ کہتے ہیں۔ یہاں گوری شنکر مندر کے پاس ایک تالاب ہے۔ جس کا پہلا نام ادھسر یا پاپ کو دور کرنے والا۔ کہتے ہیں کہ ویدشرا نام کے ایک رشی نے درواشا رشی کو اکسانے کے لئے ویادھر کی شکل بنائی۔ اس پر چراغ پا ہو کر درواشا نے انہیں بددعا دے دی کہ تو ویادھر ہی بنا رہے۔ آخر میں اس تالاب میں نہانے سے ویدشرا اپنا اصلی شکل حاصل کر سکے۔ تب سے ہی اس تالاب کا نام ویادھرسر پڑ گیا۔ آگے چل کر اس شہر کا نام رفتہ رفتہ ویادھرسر سے بگھرسر اور آخر میں بکسر ہو گیا۔

مغربی بہار کے بکسر نام کے مقام پر 1764 میں لڑائی ہوئی۔ جس میں ہندوستانی افواج کو شکست ہوئی۔ اس ہار کے بعد 1765

میں شجاع الدولہ اور شاہ عالم نے الہ آباد میں کلایو کے ساتھ معاہدے پر دستخط کیے۔ معاہدے کے مطابق ایسٹ انڈیا کمپنی کو بنگال، بہار اور اڑیسہ کی دیوانی مل گئی۔ اس سے کمپنی کو ان صوبوں سے ٹیکس وصولی کا اختیار حاصل ہوگیا۔

کمپنی کو دیوانی ملنے سے کیا کیا فائدے ہوئے ہوں گے؟

اس طرح کمپنی کے ایک بہت ہی اہم ترین مقصد کی تکمیل ہوگئی۔ اٹھارہویں صدی کے آغاز سے ہی ہندوستان کے ساتھ کمپنی کی تجارت بڑھتی جارہی تھی، لیکن اسے ہندوستان سے سامان خریدنے کے لئے اپنے ملک سے لائے گئے سونا اور چاندی کا ہی استعمال کرنا پڑتا تھا۔ اس سے انگلینڈ میں سونے اور چاندی کی کمی ہونے لگی تھی اور پورے انگلینڈ میں اس کی مخالفت بھی ہونے لگی تھی۔ یہاں تک کہ وہاں کی سرکار نے بھی کمپنی کو کسی اور متبادل کی تلاش کا حکم دیا تھا۔ بنگال کی دیوانی حاصل کرنا کمپنی کے لئے ایک اہم ترین متبادل تھا۔

تصویر۔ 11 : کمپنی کے لئے کام کرنے والا بنگال کا ایک سوار، ایک نامعلوم ہندوستانی مصور کے ذریعہ بنائی گئی تصویر، 1780

اس سے ہونے والے منافع سے وہ ہندوستان سے سامان خرید کر انگلینڈ بھیج سکتے تھے اور انہیں چاندی لانے کی ضرورت بھی باقی نہیں رہی۔ اس طرح بغیر اپنا کوئی پیسہ لگائے وہ ہندوستان کے لوگوں سے ہی پیسہ وصول کے ہندوستان کا ہی سامان سستے میں خرید کر یورپ بھیج سکتے تھے اور منافع کما سکتے تھے۔

پلاسی جنگ کی فتح کے بعد اگر وہ چاہتے تو یہاں کے نواب بن سکتے تھے۔ لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ حکومت چلانے کے الجھن سے بچ کر انہوں نے تجارت کرنا اور دولت کمانے کا سلسلہ جاری رکھا، لیکن بنگال فتح کے بعد وہ ہندوستان میں ایک اہم ترین سیاسی طاقت کی شکل میں ابھرے اور رفتہ رفتہ پورے ہندوستان کی پوری اقتصادیات

پر اپنا قبضہ جمانے کی کوشش میں لگ گئے۔

بنگال کے بعد کمپنی نے ہندوستان کے دیگر صوبوں پر قبضہ جمانے کے لئے لڑائی کے ساتھ ساتھ مختلف سیاسی، معاشی اور ڈپلومیٹک ذرائع کو اپنایا۔ زیادہ تر صوبے کمپنی کی فوجی طاقت سے خوف زدہ ہوکر اس کی باتیں ماننے کو تیار ہوگئے۔ ایسے صوبوں پر اپنا قبضہ قائم کرنے کے لئے کمپنی نے ان کے ساتھ معاون معاہدہ کیا۔ اس کے تحت ہندوستانی حکمرانوں کو اپنے علاقے میں کمپنی کی فوج رکھنی پڑتی تھی۔ اس کا خرچ بھی انہیں ہی دینا پڑتا تھا اگر کوئی حکمراں خرچ کی رقم ادا کرنے پر مجبوری ظاہر کرتا تو جرمانے کے طور پر کمپنی اس کے علاقے کو اپنے قبضے میں لے لیتی۔ معاون معاہدہ کو قبول کرنے والا پہلا حکمراں حیدرآباد کا نظام اور دوسرا حکمراں اودھ کا نواب تھا۔ ان دونوں حکمرانوں کو اپنی حکومت کے کچھ حصے کمپنی کو دینے پڑتے تھے۔ اس کے علاوہ ہندوستانی حکمرانوں کو اپنی حکومت میں ایک انگریز افسر بھی رکھنا پڑتا تھا۔ اس افسر کو ریزیڈنٹ کہا جاتا تھا۔ ریزیڈنٹ کے ذریعہ کمپنی، ان حکومتوں کے اندرونی معاملات پر نظر رکھتی تھی۔ اس حکومت کا اگلا راجا کون ہوگا، کس کس کو عہدہ دینا مناسب ہوگا وغیرہ معاملات بھی کمپنی کے افسران ہی طے کرتے تھے۔

کئی راجاؤں اور نوابوں نے کمپنی کے اس فریب کو سمجھ لیا۔ کمپنی کی حکومت کو چیلنج کرنے کے لئے انہوں نے بڑے پیمانے پر تیاریاں کیں۔ کمپنی بھی ایسے حکمرانوں سے طاقت کے زور پر نمٹنے کے لئے تیار تھی۔ آیئے کچھ ایسے ہندوستانی حکمرانوں کے بارے میں جانیں جنہوں نے ڈٹ کر کمپنی کا مقابلہ کیا۔

جنوبی ہند کی میسور حکومت (موجودہ کرناٹک) اس وقت کافی خوش حال اور طاقتور تھی۔ وہاں حیدر علی (1761 سے 1782ء) اور اس کے بیٹے ٹیپو سلطان (1782ء سے 1799ء) نے کامیابی سے حکومت کی۔ مالابار کے ساحل پر ہونے والی تجارت جہاں سے کمپنی کالی مرچ اور الائچی خریدتی تھی، میسور کے قبضہ میں تھا۔ 1785ء میں ٹیپو سلطان نے اپنی حکومت میں پڑنے والے بندرگاہوں سے چندن کی لکڑی، کالی مرچ اور الائچی کے برآمد پر روک لگادی۔ ٹیپو نے فرانسیسیوں سے دوستی کرلی اور اپنی فوج کی جدت میں ان کی مدد لی۔ ان اقدام سے کمپنی اور میسور کے درمیان لڑائی چھڑ گئی۔ کمپنی کے ساتھ ٹیپو کی

آخری لڑائی 1799ء میں سری رنگا پٹنم میں ہوئی جس میں ٹیپو سلطان بہادری کے ساتھ لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔

## ٹیپو کی کہانی

بادشاہوں کی شخصیت اکثر سنی ہوئی کہانیوں سے بھی بنتی ہے۔ رائج الوقت کہانیوں میں ان کی شان وشوکت اور قوت کی خوب تعریف کی گئی ہے۔ 1782ء میں سلطان بنے ٹیپو کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ایک بار، وہ اپنے فرانسیسی دوست کے ساتھ جنگل میں شکار کھیلنے گئے تھے۔ وہاں ایک شیر ان کے سامنے آگیا ان کی بندوق نے موقع پر ساتھ نہیں دیا اور کٹار بھی زمین پر گر گئی۔ پھر بھی ٹیپو نے بغیر ہتھیار کے ہی شیر کا مقابلہ کیا اور پھر کٹار اٹھالی اور آخر میں انہوں نے شیر کو مار گرایا، اسی کے بعد انہیں 'شیر میسور' کہا جانے لگا۔

تصویر۔ 12 : شیر میسور ٹیپو سلطان

تصویر۔13

ٹیپو کی موت کے بعد انگریزوں نے میسور کی حکومت پرانے ووڈیار شاہی خاندان کے ہاتھوں میں سونپ دیا اور میسور حکومت کے کچھ علاقوں پر کمپنی نے قبضہ کرلیا اور وہاں کا نیا راجا مکمل طور پر کمپنی کے ماتحت ہوگیا۔

**انگریز اور مراٹھے** : مراٹھوں کے بارے میں آپ درجہ۔ 7 میں بھی پڑھ چکے ہیں کمپنی نے آگے مراٹھوں کی طرف توجہ دی۔ 1761 میں پانی پت کی تیسری لڑائی میں شکست کے باوجود مراٹھے ہندوستان کے بہت بڑے حصہ پر قبضہ کئے ہوئے تھے لیکن وہ آپس میں بنٹے ہوئے تھے۔ ان کی باگ ڈور سندھیا، ہولکر، گایک واڑ اور بھونسلے جیسے الگ الگ شاہی خاندانوں کے ہاتھوں میں تھی۔ کمپنی کے افسران اور افواج

تصویر۔ 14 : مہاراجا رنجیت سنگھ

نے مراٹھا سرداروں کی آپسی لڑائیوں کا فائدہ اٹھایا اور ایک کے بعد کئی لڑائیوں میں مراٹھوں کو کمزور کر دیا۔ آخرکار 19-1817ء کی لڑائی میں مراٹھے پوری طرح ہار گئے اور مراٹھوں کا علاقہ بھی کمپنی کے زیر اثر ہو گیا۔

**کمپنی اور پنجاب** : اب کمپنی کی توجہ پنجاب کے مہاراجہ رنجیت سنگھ کی طرف گئی۔ 1799ء سے 1839ء تک پنجاب، کشمیر اور جدید ہماچل پردیش کے کچھ حصوں پر ان کی حکومت تھی۔ رنجیت سنگھ کی زندگی میں ہی ان کی حکومت کی توسیع کو کمپنی نے روک دیا۔ لیکن ان کی زندگی میں کمپنی پنجاب کو قابو کرنے میں ناکام رہی۔ رنجیت سنگھ کی موت کے بعد پنجاب میں غیر یقینی صورت آگئی۔ اس حالت کا فائدہ اٹھا کر 1849ء میں کمپنی نے پنجاب کو اپنے قبضے میں لے لیا۔

تصویر۔ 15

**انضمام پالیسی** : براہ راست جنگ کے علاوہ ہندوستانی حکومتوں کو اپنے قبضہ میں کرنے کے لئے کمپنی نے دیگر بہانے بھی تلاش کرنے شروع کئے۔ انضمام پالیسی بھی ایسا ہی ایک بہانہ تھا۔ اس پالیسی کے تحت اگر کسی حکمراں کی موت ہو جاتی تھی اور اس کی اپنی کوئی اولاد نہیں ہوتی تو اس کی حکومت کو کمپنی اپنے قبضے میں لے لیتی تھی۔ اس پالیسی کے تحت 1848ء سے 1856ء کے درمیان ہندوستان کے کئی صوبے ستارا، سنبل پور، اودھے پور، ناگپور اور جھانسی کمپنی کے قبضے میں آگئے تھے۔

**انگریزوں نے انضمام پالیسی کے ذریعہ جن ہندوستانی صوبوں کو اپنے قبضہ میں لیا اسے تصویر-15 میں تلاش کیجئے۔**

**کمپنی حکومت کا قیام** : اس طرح 1856ء تک تقریباً پورے ہندوستان پر کمپنی کا قبضہ ہو چکا تھا۔ ذرا غور کیجئے، 1600 میں قائم شدہ ایک تجارتی کمپنی کیسے اتنی بڑی حکومت کو اپنے قبضہ میں لینے میں کامیاب رہی۔ آیئے اس کی کامیابی کے کچھ اسباب پر غور کریں۔

جیسا کہ آپ نے درجہ۔7 میں پڑھا تھا کہ 1707ء میں اورنگ زیب کی موت کے بعد کئی نئے آزاد علاقائی حکومتوں کا نمود ہوا تھا۔ ان میں آپسی تال میل کی کمی تھی۔ ہر حکومت دوسروں کے علاقے ہڑپ کر اپنی حکومت کی توسیع کرنا چاہتا تھا۔ اتحاد کی کمی کی وجہ سے ہندوستانی حکومت ایک ایک کر کے آسانی سے کمپنی کے ہاتھوں ہارتی چلی گئی۔

کمپنی کی افواج کے پاس ہندوستانی افواج سے بہتر توپیں اور بندوقیں تھیں۔ ہندوستانی فوجیوں کی بہ نسبت اسے باضابطہ فوجی مشق کرایا جاتا تھا۔ ہندوستانی افواج کے مقابلے میں وہ زیادہ بااصول تھی اور انہیں باضابطہ مشاہرہ ملتا تھا۔

**کمپنی کی کامیابی کے درج بالا اسباب میں سے آپ کے مطابق سب سے زیادہ اہم سبب کیا ہوسکتا ہے؟ اس کے علاوہ آپ کسی اور سبب کے بارے میں بتا سکتے ہیں؟**

**اپنا مفاد سب سے اوپر** : آپ نے دیکھا کہ ایسٹ انڈیا کمپنی جو ہم لوگوں کے ملک میں تجارت کرنے آئی تھی، کس طرح اس نے یہاں کی اندرونی کمزوریوں کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے آپ کو ایک سیاسی طاقت کی شکل میں قائم کرلیا۔ یہاں کے اقتصادی ذرائع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس ملک کے حکمراں بن بیٹھے۔ اس ملک کا حکمراں بننے کے بعد اس ملک میں سامانوں کی پیداوار اور اس کے ہونے والے منافع کو کمپنی اپنی ضرورت اور فائدے کے مطابق طے کرنے لگی۔ آیئے اسے ایک مثال سے سمجھنے کی کوشش کریں۔ سب سے پہلے کمپنی ہندوستان میں بنا ہوا کپڑا بیچ کر مالا مال ہو رہی تھی۔ پھر جب انگلینڈ میں کپڑے کے کارخانے لگ گئے تو وہ وہاں کا بنا کپڑا اور دیگر سامان بھی ہندوستان میں بیچنے لگے۔ ہندوستان سے وہ کپاس خرید کر اپنے ملک کے کارخانوں کو بیچتے۔ وہ ہندوستان میں کئی ضروری فصلیں اپجا کر انہیں دور دور بھیجتے۔ جیسے نیل، پٹسن، افیم، گنا، چائے، کافی وغیرہ۔ اس کے علاوہ کمپنی کاریگروں سے زور زبردستی سے بہت کم قیمت پر مال خریدنے کی کوشش کرتی۔ کاریگر گاؤں چھوڑ کر بھاگ رہے تھے۔ کمپنی کسانوں سے بھی زیادہ مالگذاری وصول کرنے کی کوشش کرتی۔ یہ سب کس طرح

ہورہا تھا یہ آپ آئندہ اسباق میں پڑھیں گے۔ کمپنی کی آڑ میں حکومت میں لوٹ کھسوٹ، فریب، دھوکہ دھڑی ہونے لگی تھی۔

## مشق

### آیئے پھر سے یاد کریں :

1. خالی جگہوں کو بھریئے :

(الف) ہندوستان اور یورپ کے بیچ خشکی کے راستے سے ہونے والی تجارت میں.............اہم رول تھا۔

(ب) کمپنی کے ذریعہ خریدا گیا مال.........................میں رکھا جاتا تھا۔

(ج) ایک کے بعد ایک لڑائیوں میں مراٹھوں نے.................کردیا۔

(د) .............انگریزوں کے ساتھ سب سے پہلے معاشی معاہدہ کو قبول کیا۔

(ہ) .....................نے انضمام پالیسی کی تقلید کی۔

2. صحیح اور غلط بتایئے :

(الف) یورپ کے تاجر ہندوستان میں اپنا مال بیچنے اور بدلے میں یہاں سے سونا چاندی لینے آئے تھے۔

(ب) ایسٹ انڈیا کمپنی کو ہندوستان میں تجارت کرنے کا پورا اختیار مل گیا۔

(ج) ہندوستانی صوبے اتحاد کی کمی سے ایک ایک کر کے انگریزی حکومت کے تحت ہوتے چلے گئے۔

(د) ٹیکس فری تجارت سے بنگال کے محصولات کا کافی نقصان ہورہا تھا۔

(ہ) کمپنی کی افواج کی جیت ہوئی کیونکہ ان کے پاس ہندوستان فوج سے بہتر توپیں اور بندوقیں تھیں۔